الفوز العظيم والخسران المبين

في ضوء الكتاب والسنة

تأليف فضيلة الشيخ/ د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني حفظه الله تعالى

کے نظارے

اردو ترجمہ بقلم:

ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 • Tel.: +91-22-25355252

E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

عرض مترجم

جنت کی نعمتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

"یقول الله تعالیٰ: أعددت لعبادي الصالحين مالا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر ذخراً بله ما أطلعكم الله عليه فاقرأوا إن شئتم:

﴿فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا' کسی کان نے نہیں سنا اور کسی فرد بشر کے دل میں اس کا وہم وگمان بھی نہ گزرا، چھوڑو ان چیزوں کو جن کی اللہ نے تمہیں اطلاع کردی ہے (جن کی اطلاع نہیں دی ہے وہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے)، چنانچہ اگر چاہو تو اللہ کا یہ فرمان پڑھ لو: (ترجمہ) کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔

اور جہنم کے عذاب کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) سورۃ السجدہ: ۱۷، تخریج: صحیح بخاری، حدیث (۲۳۴۴) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۲۴)۔

”لو أن قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم فكيف بمن تكون طعامه“(۱)۔
اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں گرجائے تو دنیا والوں کی زندگی تباہ ہوجائے گی، تو جس کا کھانا ہی وہی ہو اس کا کیا حال ہوگا۔

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ جزاء وسزاء، انجام کار اور فیصلہ کا مقام آخرت ہے۔ دنیوی زندگی درحقیقت مستعار زندگی ہے۔ اللہ نے اپنی عبادت کی خاطر دنیا اور دنیا میں جن وانس کی تخلیق فرمائی اور بشارت وانذار کے زریں فریضہ کے لئے انبیاء ورسل بھیجے، انھوں نے اپنے فریضہ کو کما حقہ ادا کیا اور حجت قائم کردی، اب خوش نصیب اور اللہ کا محبوب بندہ وہ ہے جو ایمان وعمل صالح کے ذریعہ اللہ کی رحمت سے اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنالے اور بدنصیب وہ ہے جو حرماں نصیبی کے سبب اپنے آپ کو نار جہنم کے حوالہ کردے، ارشاد باری ہے:

﴿كل نفسٍ ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا إلا متاع الغرور﴾(۲)۔

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، تو جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کردیا جائے

(۱) دیکھئے: صحیح الجامع الصغیر، از علامہ البانی، حدیث (۵۲۵۰)۔
(۲) سورۃ آل عمران: ۱۸۵۔

بیشک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔

افسوس ناک بات یہ ہے کہ مبالغہ آمیز حب الٰہی کے فلسفہ سے متاثر صوفیہ اور ہمارے ملکوں کی بعض تصوف زدہ جماعتیں جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی لالچ میں اطاعت وبندگی کو کفر یا شبہ کفر تصور کرتی ہیں اور اس لالچ میں کئے گئے عمل سے براءت وبیزاری کا اظہار کرتی ہیں، حالانکہ یہ نظریہ سراسر فاسد، تقاضۂ بندگی کے خلاف اور اللہ کی رحمت ونعمت سے بے نیازی وبیزاری کا مظہر ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی لالچ میں نبی کریم ﷺ سے مختلف نیکی اور اطاعت کے کاموں کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے تا کہ اللہ کو راضی وخوش کریں اور پھر جہنم سے نجات اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں، ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! ”دلني على عمل إذا عملته دخلت الجنة“ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جسے کرکے میں جنت میں داخل ہوجاؤں؟ تو آپ نے اسے توحید اور ارکان اسلام کی تعلیم دی... جب وہ جانے لگا تو آپ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا جسے ایک جنتی کو دیکھنا ہو وہ اسے دیکھ لے!!(۱)۔

اس قسم کی روایتیں کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

زیر نظر کتاب میں مصنف موصوف شیخ سعید بن علی القحطانی حفظہ اللہ نے کتاب وسنت کے حوالوں سے نہایت سلیس اور موثر انداز میں جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کا ایک موازنہ پیش کیا ہے، یہ کتاب ان شاء اللہ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی

(۱) متفق علیہ۔

ایک منفرد کتاب ہوگی۔

راقم کی یہ نویں طالبعلمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، میں سب سے پہلے اپنے اللہ ذو الجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکرادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، اسی طرح اپنی اہلیۂ اہل خانہ' اساتذۂ کرام اور جملہ معاونین کا شکرادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔(آمین)

بعدہ فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ عبد الہادی بن عبد الخالق مدنی حفظہ اللہ (داعیہ ومترجم مکتب توعیۃ الجالیات بالاحساء) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود انتہائی شرح صدر کے ساتھ کتاب پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی، فجزاہ اللہ خیرا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ اردو داں حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح' ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

مدینہ طیبہ: ابو عبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

۲/شوال بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقَدِّمَۃ

إن الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد :

''عظیم کامیابی اور کھلے خسارہ''[۱] کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے،

---

(۱) عربی میں کتاب کا نام یہی تھا لیکن اردو میں اس کا نام بدل کر ''جنت وجہنم کے نظارے'' رکھ دیا گیا ہے، کیونکہ عربی نام کا لفظی ترجمہ دیکھ کر قاری کے ذہن میں کتاب کے مضمون کا صحیح تصور نہیں آ سکتا کیونکہ 'عظیم کامیابی اور کھلا خسارہ' قرآن کریم میں گرچہ جنت کی نعمت اور جہنم ===

جو جنت کی نعمتوں، جن سے سرفراز مند عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور جہنم کے عذاب، جس سے دوچار ہونے والا کھلے خسارہ اور گھاٹے میں ہوتا ہے، کے درمیان ایک موازنہ ہے، جس میں میں نے سلامتی کی منزل (جنت)، اس کی نعمتوں، اس تک پہنچانے والی راہ کی رغبت دلانے (اللہ ہمیں اس کا مستحق بنائے) اور تباہی کے گھر (دوزخ)، اس کے عذاب اور اس تک پہنچانے والی راہوں (ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کی غرض سے مختصراً پچیس مباحث ذکر کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی کامیابی جنت سے سرفرازی اور جہنم سے نجات ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا إلا متاع الغرور﴾(۱)۔

== کے عذاب کے لئے استعمال ہوا ہے اور یہی عربی کتاب کی وجہ تسمیہ بھی ہے، لیکن اردو میں اسے کسی اور عمل خیر یا نیکی کی ترغیب کیلئے بھی سمجھا جا سکتا ہے، نام کا اختلاف تشویش کا باعث نہ بنے اس لئے وضاحت ضروری قرار پائی۔ (مترجم)

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۸۵۔

جسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔

یہ سب سے عظیم مقصد ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: تم نماز میں کس چیز کی دعاء کرتے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: میں تشہد (**التحیات لله..**) پڑھتا ہوں، اور پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم میں آپ کی طرح نہیں گنگنا پاتا ہوں اور نہ ہی معاذ کی طرح (یعنی میں نہیں جانتا کہ آپ اور معاذ اپنی نمازوں میں کیا دعاء کرتے ہیں، "**دندنة**" کہتے ہیں کہ آدمی کوئی بات کہے جس کی گنگناہٹ تو سنائی دے لیکن سمجھ میں نہ آئے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**حولها ندندن**"، یعنی ہم بھی اسی کے قریب قریب گنگناتے ہیں(۱)۔

(۱) سنن ابو داود، سنن ابن ماجہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ وبعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابو داود (۲/۱۵۰) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۱/۱۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ بھی جنت کا سوال کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے ہی کی دعا کرتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جس بشری کمال، عظیم رغبت اور عقل کی پختگی تک رسائی ہوئی تھی اس کی دلیل ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سویا کرتا تھا، میں آپ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی دیگر اشیاء لے کر آیا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''مانگو''، میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے کہا: ''بس یہی''، تو آپ نے فرمایا:

''فأعني على نفسک بكثرة السجود''۔

تو اپنے آپ پر سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو(۱)۔

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ اور اپنی امت کو جنت کی رغبت دلاتے تھے اور انہیں جہنم سے ڈراتے اور متنبہ کرتے تھے، اور اسی لئے آپ نے فرمایا:

(۱) صحیح مسلم، ۱/۳۵۳، حدیث نمبر: (۴۸۹)۔

''إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم فإن كانت صالحةً قالت: قدموني، قدموني وإن كانت غير صالحةٍ قالت: يا ويلها أين تذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيءٍ إلا الإنسان، ولو سمعها الإنسان لصعق''(۱)(۲)۔

جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: مجھے آگے بڑھاؤ، مجھے آگے بڑھاؤ (جلدی لے چلو)، اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو کہتا ہے: ہائے بربادی! اسے کہاں لے جارہے ہو، اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے، اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے (یا مرجائے)۔

(۱) ''صعق'' کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ آواز کی ہولناکی کے سبب غشی کھا کر گر جائے، اور بسا اوقات ''صعق'' کا لفظ موت کے لئے بھی بولا جاتا ہے، دیکھئے: فتح الباری، ۳/۱۸۵۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: (۱۳۱۶، ۱۳۸۰) بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

میں اللہ عزوجل سے دعا گوہوں کہ وہ اس عمل کو قبولیت سے نوازے اور میرے لئے نیز جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اس کے لئے نفع بخش بنائے' بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

بوقت چاشت، بروز چہارشنبہ، ۷/۷/۱۴۱۶ھ۔

پہلا مبحث:

عظیم کامیابی اور کھلے خسارہ کا مفہوم:

۱- "الفوز العظیم" (عظیم کامیابی) کا مفہوم:

الفوز : کے معنیٰ ہر طرح کی پریشانی یا ہلاکت سے نجات اور سلامتی کے حصول کے ساتھ خیر و بھلائی سے سرفراز ہونے کے ہیں (۱)۔

العظیم: کہا جاتا ہے: "**عظم الشيء**" اس کی اصل "**كبر عظمه**" ہے' یعنی اس کی ہڈی بڑی ہوگئی، پھر ہر بڑی چیز کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا جانے لگا، چنانچہ یہ لفظ استعمال میں اس (**كبر عظمه**) کے قائم مقام ہوگیا خواہ وہ چیز حسی ہو یا عقلی' ظاہری ہو یا معنوی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: القاموس المحیط، ص۶۶۹ ومختار الصحاح، ص۲۱۵ ومفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص۶۴۷۔

﴿قل هو نبأ عظيم أنتم عنه معرضون﴾ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ یہ بڑی عظیم خبر ہے جس سے تم منہ موڑ رہے ہو۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿عم يتساءلون عن النبأ العظيم﴾ (۲)۔

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں باہم پوچھ تاچھ کر رہے ہیں، بہت بڑی خبر کے بارے میں۔

اور ''عظیم'' کا لفظ اگر ظاہری چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس کی اصل یہ ہے کہ اسے متصل اجزاء والی چیزوں میں استعمال کیا جائے (۳) اور ''کثیر'' کا لفظ منفصل اجزاء والی چیزوں میں استعمال کیا جائے، لیکن کبھی کبھی منفصل اجزاء والی چیزوں میں بھی لفظ ''عظیم'' کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے ''جيش عظيم'' بڑا لشکر، ''مال عظيم'' بڑا (زیادہ) مال، ایسی

(۱) سورۃ ص: ۶۷، ۶۸۔

(۲) سورۃ النبأ: ۱، ۲۔

(۲) یعنی متصل اجزاء والی چیزوں میں عظیم کہا جاتا ہے یعنی 'بڑا' دیکھئے: المعجم الوسیط ۱/ ۶۰۹۔

صورت میں یہ ''کثیر'' (زیادہ) ہی کے معنیٰ میں ہوتا ہے (۱)۔

عظیم کامیابی کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ومساكن طيبة في جنات عدن ورضوان من الله أكبر ذلك هو الفوز العظيم﴾ (۲)۔

ان مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں' اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی عظیم کامیابی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) مفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص ۵۷۳۔

(۲) سورۃ التوبہ: ۷۲۔

﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسانٍ رضى الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جناتٍ تجري تحتها الأنهار خالدين فيها أبداً ذلک الفوز العظيم﴾(۱)۔

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' یہ بڑی عظیم کامیابی ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ جو جنت میں داخل کردیا گیا وہ فوزعظیم سے سرفراز ہوگیا، ''فوزعظیم'' کی عظمت شان کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں سولہ (۱۶) مقامات پر ذکر فرمایا ہے(۲)' اور اس فوزعظیم کو درج ذیل آیت کریمہ

(۱) سورۃ التوبہ:۱۰۰۔

(۲) دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم،ص ۵۲۷۔

میں فوز کبیر کے وصف سے متصف کیا ہے:

﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات لهم جنات تجري من تحتها الأنهار ذلک الفوز الكبير﴾(۱)۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور درج ذیل آیات کریمہ میں اسے فوز مبین (کھلی کامیابی) کے وصف سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿قل إني أخاف إن عصيت ربي عذاب يومٍ عظيم من يصرف عنه يومئذٍ فقد رحمه وذلک الفوز المبين﴾(۲)۔

آپ فرما دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو مجھے ایک

(۱) سورۃ البروج:۱۱۔

(۲) سورۃ الانعام:۱۵،۱۶۔

بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فأما الذين آمنوا وعملوا الصالحات فيدخلهم ربهم في رحمته ذلک هو الفوز المبين﴾(۱)۔

لیکن جولوگ ایمان لائے اورانھوں نے نیک کام کئے توان کوان کارب اپنی رحمت تلے لے لے گا، یہی صریح کامیابی ہے۔

چنانچہ بڑی، عظیم اورصریح کامیابی جہنم سےنجات اور جنت میں داخلہ ہے،جیسا کہ اللہ عزوجل کاارشادہے:

﴿كل نفسٍ ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا إلا متاع الغرور﴾(۲)۔

(۱)سورۃالجاثیہ:۳۰۔

(۲)سورۃآل عمران:۱۸۵۔

ہرجان موت کامزہ چکھنے والی ہےاورقیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤگے،توجسے جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کردیاجائے بےشک وہ کامیاب ہوگیا،اوردنیا کی زندگی تومحض دھوکےکاسامان ہے۔

نیز اللہ عزوجل نےبعض جنتیوں کی گفتگوکوبیان کرتے ہوئےفرمایا:

﴿أفــــما نحن بميتين إلا موتتنا الأولى وما نحن بمعذبين إن هذا لهو الفوز العظيم لمثل هذا فليعمل العاملون﴾(۱)۔

کیا (یہ صحیح ہے) کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟۔بجز پہلی ایک موت کے، اور نہ ہم عذاب دیئے جانے والے ہیں۔ بیشک یہ تو بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ایسی کامیابی کے لئےعمل کرنے والوں کوعمل کرنا چاہیئے۔

نیز اللہ کاارشادہے:

(۱)سورۃالصافات:۵۸،۶۱۔

﴿إن المتقيـــــــن في مقام أمين، في جنات وعيون، يلبسون من سنـــــــدس وإستبرق متقابلين، كذلك وزوجناهم بحورعين، يدعون فيها بكل فاكهة آمنين، لا يذوقون فيها الموت إلا الموتة الأولى ووقاهم عذاب الجحيم، فضلاً من ربك ذلك هو الفوز العظيم﴾(۱)۔

بیشک اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے امن وسکون کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ اسی طرح ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے۔ انتہائی بے فکری کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے۔ وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں، ہاں پہلی موت (جو وہ مر چکے)، اور اللہ نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔ یہ صرف تیرے رب

(۱) سورۃ الدخان: ۵۱ تا ۵۷۔

کا فضل ہے، یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سچے لوگوں کے بارے میں جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، فرمایا:

﴿قال الله هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم لهم جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها أبداً رضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك الفوز العظيم﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ عظیم کامیابی ہے۔

ان کے علاوہ بے شمار آیات ہیں (۲)۔

نیز اللہ عزوجل نے اس عظیم کامیابی کی راہ اور اس تک پہنچانے والے

(۱) سورۃ المائدہ: ۱۱۹۔

(۲) دیکھئے: سورۃ التوبہ: ۱۰۰، ۱۱۹، و۱۱۱، وسورۃ الحدید: ۱۲، سورۃ الصّف: ۱۲، سورۃ التغابن: ۹۔

عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿یا أیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم أعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست گوئی سے کام لو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جناتٍ تجري من تحتھا الأنھار خالدین فیھا وذلک الفوز العظیم﴾(۲)۔

(۱) سورۃ الاحزاب: ۷۰، ۷۱۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۳۔

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

﴿ومن یطع اللہ و رسولہ ویخش اللہ و یتقہ فأولئک ھم الفائزون﴾(۱)۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

۲- "الخسران المبین" (صریح خسارہ) کا مفہوم:

خسِر: خسْراً، وخسَراً، وخسْراً، وخُسُراً، وخُسْراناً، وخسارۃً، وخساراً: کے معنیٰ گمراہ ہونے کے ہیں، اور اس سے دوچار ہونے والے شخص کو "خاسر" اور "خسیر" کہا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے:

(۱) سورۃ النور: ۵۲۔

"خسر التاجر"یعنی تاجر اپنی تجارت میں دیوالیہ کا شکار ہوا اور اس کا مال کم ہوگیا، نیز کہا جاتا ہے:"خسر فلانٌ"یعنی فلاں شخص ہلاک اور گمراہ ہوگیا، اور اس کا استعمال خارجی ضرورتوں (چیزوں) میں ہوتا ہے، جیسے مال اور عزت وجاہ، اور زیادہ یہی استعمال ہے، نیز نفسی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، جیسے صحت، سلامتی، عقل، ایمان اور ثواب وغیرہ، اور یہی وہ چیز ہے جسے اللہ عزوجل نے صریح خسارہ قرار دیا ہے(۱)، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قل إن الخاسرين الذين خسروا أنفسهم وأهليهم يوم القيامة ألا ذلک هو الخسران المبين﴾(۲)۔

کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کھلم کھلا خسارہ یہی ہے۔

---

(۱) دیکھئے: القاموس المحیط، ص۴۹۱ والمعجم الوسیط، ۱/۲۳۳ ومفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص۲۸۲ ومختار الصحاح، ص۴۷۔

(۲) سورۃ الزمر:۱۵۔

نیز اللہ عزوجل نے ظالموں کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿ومن يضلل الله فما له من ولي من بعده وترى الظالمين لما رأوا العذاب يقولون هل إلى مرد من سبيل وتراهم يعرضون عليها خاشعين من الذل ينظـــــرون من طرف خفي وقال الذين آمنوا إن الخاسرين الذين خسروا أنفسهم وأهليهم يوم القيامة ألا إن الظالمين في عذاب مقيم﴾(۱)۔

اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں، اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے۔ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے، مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، ایمان والے صاف کہہ رہے ہوں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں

---

(۱) سورۃ الشوریٰ:۴۴، ۴۵۔

جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا، یاد رکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس صریح خسارہ تک پہنچانے والے عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله ناراً خالداً فیها وله عذاب مهین﴾ (۱)۔

اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نیز فرمایا:

﴿ألم یعلموا أنه من یحادد الله ورسوله فأن له نار جهنم خالداً فیها ذلک الخزي العظیم﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ النساء:۱۴۔

(۲) سورۃ التوبہ:۶۳۔

کیا یہ نہیں جانتے کہ جو بھی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا اس کے لئے یقیناً دوزخ کی آگ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ومن یتخذ الشیطان ولیاً من دون الله فقد خسر خسراناً مبیناً﴾ (۱)۔

اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی (دوست) بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ومن یکفر بالإیمان فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخاسرین﴾ (۲)۔

اور جو ایمان کا انکار کرے اس کا عمل ضائع اور اکارت ہے' اور

(۱) سورۃ النساء:۱۱۹۔

(۲) سورۃ المائدہ:۵۔

آخرت میں وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں (۱) بہت ساری جگہوں پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کے خسارہ کا سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہی ہے۔

فوز عظیم کے مقام بلند' متقیوں - اللہ ہمیں بھی ان میں سے بنائے - کے گھر' سلامتی کی منزل' نعمتوں بھرے باغات میں داخلہ کے ذریعہ جسے اللہ اس مقام کی توفیق عطا کردے، نیز اس عظیم کامیابی سے محروم شخص کا خسارہ اور ہلاکت کے گھر جہنم - اور وہ کیا ہی بری جائے قرار ہے اور متکبروں کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے' ہم اس سے اور اس سے قریب کرنے والے ہر عمل سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں - میں داخلہ کا خسارہ (وغیرہ) کی اسی عظیم اہمیت کے پیش نظر - ان شاء اللہ - آئندہ مباحث عظیم کامیابی سے سرفرازمندوں کی نعمتوں اور صریح خسارہ سے دوچار لوگوں کے عذاب کے سلسلہ میں ہوں گے۔

---

(۱) دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص ۲۳۱ تا ۲۳۲۔

دوسرا مبحث:

جنت کی بشارت اور جہنم کی وارننگ:

۱- جنت کی ترغیب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وسارعوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السماوات والأرض أعدت للمتقين' الذين ينفقون في السراء والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين، والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولم يصروا على مافعلوا وهم يعلمون' أولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها

ونعم أجر العاملين﴾(۱)۔

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے‘ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں‘ غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں‘ اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا وہ کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں‘ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں‘ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے‘ ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے۔

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۳تا۱۳۶۔

نیز اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مرغوب چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿قل أ أنبئكم بخير من ذلكم للذين اتقوا عند ربهم جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها و أزواج مطهرة ورضوان من الله والله بصير بالعباد، الذين يقولون ربنا إننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار، الصابرين والصادقين والقانتين والمنفقين والمستغفرين بالأسحار﴾(۱)۔

آپ کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اس سے بہت بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے‘ اور اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے اس لئے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ جو صبر کرنے

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۵تا۱۷۔

والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يقول الله تعالىٰ: أعددت لعبادي الصالحين مالا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر ذخراً بله ما أطلعكم الله عليه فاقرأوا إن شئتم:

﴿فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين﴾(۱)"(۲)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کررکھی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی فرد بشر کے دل میں اس کا وہم وگمان بھی نہ گزرا،

(۱) سورۃ السجدہ:۱۷۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث (۲۳۴۴) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۲۴)۔

چھوڑو ان چیزوں کو جن کی اللہ نے تمہیں اطلاع کردی ہے (جن کی اطلاع نہیں دی ہے وہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے)، چنانچہ اگر چاہو تو اللہ کا یہ فرمان پڑھ لو: (ترجمہ) کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے پوشیدہ کررکھی ہے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"موضع سوطٍ في الجنة خير من الدنيا وما فيها"(۱)۔

جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"غدوة في سبيل الله أو روحة خير من الدنيا و مافيها، ولقاب قوس أحدكم أو موضع قدمٍ من الجنة خير من

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۵۰) وصحیح بخاری مع فتح الباری ۶/۱۳ تا ۱۵، حدیث (۲۷۹۳، ۲۷۹۶) وصحیح مسلم، حدیث (۱۸۸۰)۔

الدنيا ومافيها، ولو أن امرأة من نساء أهل الجنة اطلعت إلى أهل الأرض لأضاء ت مابينهما، وملأت ما بينهما ريحاً، ولنصيفها على رأسها – يعني خمارها – خير من الدنيا ومافيها''(۱)۔

اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ایک بار صبح یا شام میں نکلنا دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، اور جنت میں تم میں سے کسی کے قوس (کمان) یا قدم رکھنے کے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، اور اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت دنیا والوں کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو زمین وآسمان کی پہنائیاں روشن ہوجائیں گی اور خوشبو سے معطر ہوجائیں گی، اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے۔

۲-جہنم کی وارننگ:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۶۵۸۶) وحدیث (۲۷۶۹)۔

﴿يا أيـــــها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد لايعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنھیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کے کام کرو، اس کی منع کردہ چیزوں سے باز آجاؤ، اپنے گھر والوں کو بھلائی کا حکم دو اور انہیں برائی سے منع کرو، انہیں علم وادب سکھاؤ، بھلائی کے کام میں ان کی مدد اور ان کا تعاون کرو اور انہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرو(۲)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ التحریم:۶۔

(۲) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۴/۳۹۲ وتفسیر البغوی، ۴/۳۶۷۔

﴿فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة أعدت للكافرين﴾(۱)۔

اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں' جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فأنذرتكم ناراً تلظى لايصلاها إلا الأشقى الذي كذب وتولى﴾(۲)۔

میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہوگا۔جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: **﴿ وأنذر عشيرتك الأقربين﴾**(۳)''اپنے قریبی رشتہ داروں

(۱) سورۃ البقرہ:۲۴۔

(۲) سورۃ اللیل:۱۴تا۱۶۔

(۳) سورۃ الشعراء:۲۱۴۔

کو ڈرائیے'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو دعوت دی' سب اکٹھا ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے عمومی اور خصوصی طور پر مخاطب کر کے فرمایا:

''يا بني كعب ابن لؤي: أنقذوا أنفسكم من النار...''

وذكر في الحديث أنه نادى قريشاً بطناً بطناً إلى أن قال:''...يا فاطمة! أنقذي نفسك من النار فإني لا أملك لكم من الله شيئاً غير أن لكم رحماً سأبلها ببلالها(۱) ...''(۲)۔

اے بنی کعب ابن لوی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ...' اور

(۱) ''سأبلها ببلالها'' کے معنی ہیں کہ میں رشتہ جوڑے رکھوں گا، رشتہ کاٹنے کو گرمی سے اور اسے جوڑنے کو گرمی کو سردی کے ذریعہ ختم کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، اور اسی سے ''بلوا رحامکم'' بھی ہے یعنی اپنے رشتے جوڑے رکھو۔صحیح مسلم بشرح نووی،۳/۸۰۔

(۲) صحیح مسلم (انہی الفاظ کے ساتھ) ۱/۱۹۲، حدیث (۲۰۴)۔صحیح بخاری (اسی کے ہم معنی) حدیث (۲۷۵۳،۳۵۲۷،۴۷۷۱)۔

حدیث میں ذکر ہے کہ آپ نے یکے بعد دیگرے قریش کے ایک
ایک قبیلہ کو مخاطب کیا یہاں تک کہ فرمایا: اے بیٹی فاطمہ! اپنے آپ
کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ کی جانب سے تمہارے
لئے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوں، سوائے اس کے کہ تم سے قرابت
(نسبی رشتہ) ہے جسے میں جوڑے رکھوں گا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن قریش کے چوبیس
بڑے بڑے سرداروں کے بارے میں حکم فرمایا جنہیں بدر کے منڈیر والے
کنوؤں میں سے کسی کنویں میں بڑی بری طرح پھینک دیا گیا، اور جب
آپ کسی قوم پر غالب (فتح یاب) ہوتے تو میدان جنگ میں تین شب
اقامت فرماتے، چنانچہ جب بدر کا تیسرا دن ہوا تو آپ کے حکم سے آپ
کی سواری پر کجاوا کسا گیا اور آپ چل پڑے، آپ کے پیچھے آپ کے صحابۂ
کرام رضی اللہ عنہم بھی روانہ ہوگئے، صحابہ فرماتے ہیں کہ: ہمارا خیال تھا کہ
آپ اپنی کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ

آپ بلا منڈیر والے کنوے کے کنارے آکر کھڑے ہوئے اور انہیں
(سرداران قریش کو) ان کے نام مع ولدیت (باپ کے نام کے ساتھ)
پکارنے لگے:

"یا فلان ابن فلان، ویا فلان ابن فلان، أیسرکم أنکم
أطعتم اللہ ورسولہ؟ فانا وجدنا ماوعدنا ربنا حقاً،
فهل وجدتم ماوعدکم ربکم حقاً"۔

اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں، کیا تمہیں اللہ اور اس کے
رسول ﷺ کی اطاعت سے خوشی ہوتی؟ کیونکہ ہم سے ہمارے
رب نے جس چیز کا وعدہ کیا تھا ہم نے اسے حق اور سچ پایا، تو کیا تم
سے تمہارے رب نے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا تم نے بھی سچ پایا؟
تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ
بے روح جسموں (لاشوں) سے گفتگو فرمارہے ہیں؟ تو آپ
ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"والذي نفس محمد بیده ما أنت بأسمع لما أقول

منهم"۔

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ نے انہیں زندہ فرمایا، یہاں تک کہ زجر وتوبیخ، ذلت ورسوائی اور حسرت وندامت کی خاطر آپ ﷺ کی بات انہیں سنائی (۱)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مثلي كمثل رجلٍ استوقد ناراً، فلما أضاء ت ماحولها جعل الفراش وهذه الدواب التي في النار يقعن فيها، وجعل يحجزهن ويغلبنه فيتقحمن فيها(۲)، قال:

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۹۷۶) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۷۵)۔

(۲) "التقحم" کے معنی دشوار معاملات میں بلا سوچ بوجھ ٹوٹ پڑنے کے ہیں، اور "الحجز" حجزۃ کی جمع ہے، کمر میں تہبند اور ازار وغیرہ باندھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم بشرح نووی ۱۵/ ۵۵۔

فذلكم مثلي ومثلكم أنا آخذ بحجزكم عن النار، هلم عن النار، هلم عن النار، فتغلبوني تقحمون فيها"(۱)۔

میری مثال اس شخص جیسی ہے جو آگ جلائے، اور جب اس کے اردگرد روشنی پھیل جائے تو یہ پتنگے اور پروانے اس آگ میں کودنے لگیں، اور وہ شخص ان کی کمر پکڑ کر روکے اور وہ اس پر غالب آکر اس آگ میں زبردستی کودیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں: چنانچہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہی ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر جہنم سے تمہیں روک رہا ہوں' کہ آگ سے بچو، آگ سے بچو، لیکن تم ہو کہ مجھ پر غالب آکر زبردستی اس میں کودے جارہے ہو۔

(۱) صحیح مسلم، ۴/ ۱۷۸۹، حدیث (۲۲۸۴)۔

تیسرا مبحث:

جنت وجہنم کے نام:

۱- جنت کے نام:

(الف) جنت:

یہ اس منزل (رہائش گاہ) اور لذت وسرخروئی، مسرت، آنکھ کی ٹھنڈک اور اس کی ہمہ جہت نعمتوں کا عام نام ہے، اس لفظ "جنت" کا اصل ماخذ "ستر و تغطیه" یعنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے، چنانچہ اسی لفظ سے شکم مادر میں رہنے والے بچے کو "جنین" کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ ماں کے شکم میں چھپا ہوتا ہے، اور اسی سے "بستان" یعنی باغیچہ کو بھی "جنت" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے اندر درختوں اور برگ وبار کو چھپائے ہوتا ہے، اس نام کا استعمال اسی جگہ کے لئے مناسب ہے جہاں مختلف قسم کے بہت سارے

درخت ہوں (۱)۔

اور "جنت" درختوں اور کھجوروں پر مشتمل باغ کو کہا جاتا ہے، جس کی جمع "جنات" آتی ہے، نیز جنت اس باغیچہ کو بھی کہا جاتا ہے جس کے درختوں سے زمین چھپ گئی ہو (۲)، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لقد كان لسبإ في مسكنهم آية جنتان عن يمين و شمال﴾ (۳)۔

یقیناً قوم سبا کے لئے ان کی رہائش گاہوں میں نشانی تھی، دائیں اور بائیں سے دو باغ تھے۔

اور "حدیقہ" جس کی جمع "حدائق" آتی ہے درختوں اور کھجوروں پر مشتمل باغ کو کہا جاتا ہے، اور یہی "بستان" یعنی چھوٹا باغ ہے، اور

---

(۱) دیکھئے: حادی الارواح لابن القیم، ص ۱۱۱۔

(۲) دیکھئے: لسان العرب، ۱۳/۹۹ ومفردات القرآن للاصفہانی، ص ۲۰۴ والمصباح المنیر ۱/۱۱۲۔

(۳) سورۃ سبأ: ۱۵۔

''حدیقہ'' کو حدیقہ شکل اور بناوٹ میں ''**حدقة العین** ''یعنی آنکھ کی سیاہی اور اس میں پانی کے وجود سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا جاتا ہے(۱)' اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن للمتقین مفازاً حدائق وأعناباً﴾(۲)۔

یقیناً متقیوں کے لئے کامیابی ہے۔باغات ہیں اور انگور ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ''جنت'' کا لفظ (واحد) چھیاسٹھ مرتبہ اور ''جنات'' کا لفظ (جمع) انہتر مرتبہ ذکر فرمایا ہے(۳)۔

(ب) دارالسلام (سلامتی کی منزل):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لھم دار السلام عند ربھم﴾(۴)۔

---

(۱) دیکھئے: مفردات غریب القرآن للاصفہانی ص ۲۲۳، والقاموس المحیط ص ۱۱۲۷، وتفسیر ابن کثیر، ۴/۴۶۶۔

(۲) سورۃ النبأ: ۳۱،۳۲۔

(۳) دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ص ۸۰ تا ۸۲۔

(۴) سورۃ الانعام: ۱۲۷۔

ان کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کی منزل ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ واللہ یدعو إلی دار السلام﴾(۱)۔

اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

چنانچہ جنت ہر طرح کی آفت ومصیبت سے سلامتی کا گھر ہے(۲)۔

(ج) دارالخلد (ہمیشگی کا گھر):

اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جنتیوں کو جنت سے کبھی کوچ نہ کرنا ہوگا' اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿عطاء غیر مجذوذ﴾(۳)۔

یہ بے انتہاء بخشش ہے۔یعنی نہ ختم ہونے والی عطاء۔

نیز ارشاد ہے:

---

(۱) سورۃ یونس: ۲۵۔

(۲) حادی الارواح ص ۱۳۳۔

(۳) سورۃ ھود: ۱۰۸۔

﴿ادخلوها بسلامٍ ذلک یوم الخلود﴾(۱)۔

اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن هذا لرزقنا ماله من نفاد﴾(۲)۔

بلاشبہ یہ ہماری دی ہوئی روزی (عطیہ) ہے جسے کبھی ختم ہونا ہی نہیں۔

(د) دارالمقامۃ (دائمی اقامت کی منزل):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الذي أحلنا دار المقامة من فضله لا يمسنا فيها نصب ولا يمسنا فيها لغوب﴾(۳)۔

جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا

(۱) سورۃ ق: ۳۴۔

(۲) سورۃ ص: ۵۴۔

(۳) سورۃ فاطر: ۳۵۔

جہاں نہ ہم کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی تکان۔

(ھ) جنۃ الماٗویٰ:

ارشاد باری ہے:

﴿عندها جنة المأوى﴾(۱)۔

اسی کے پاس جنۃ الماٗویٰ ہے۔

(و) جنات عدن (ہمیشہ رہنے والے باغات):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿جنات عدن التي وعد الرحمن عباده بالغيب﴾(۲)۔

ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔

(ز) فردوس:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ النجم: ۱۵۔

(۲) سورۃ مریم: ٦۱۔

﴿أولئک هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون﴾ (۱)۔

یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس کا وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

فردوس: اس باغیچہ کو کہتے ہیں جس میں باغوں میں پائی جانے والی تمام چیزیں موجود ہوں (۲)۔

(ح) جنات النعیم (نعمتوں بھرے باغات):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات لهم جنات النعيم﴾ (۳)۔

بے شک متقی حضرات بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے

(۱) سورۃ سورۃ المؤمنون: ۱۰، ۱۱۔

(۲) فتح الباری، ۶/۱۳، والقاموس المحیط ص ۷۲۵۔

(۳) سورۃ لقمان: ۸۔

ان کے لئے نعمتوں بھرے باغات ہیں۔

(ط) المقام الامین (امن وسکون کی جگہ):

اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في مقام أمين﴾ (۱)۔

بیشک متقی حضرات امن وسکون کی جگہ میں ہوں گے۔

المقام: جائے اقامت کو کہتے ہیں۔

الامین: ہر طرح کی برائی، آفت اور ناپسندیدہ امر سے مامون چیز کو کہتے ہیں، یعنی وہ امن وسلامتی کی تمام خوبیوں کی جامع ہوگی (۲)۔

(ی) مقعد صدق (راستی اور عزت کی منزل):

اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في جنات ونهر في مقعد صدق عند مليک مقتدر﴾ (۳)۔

(۱) سورۃ الدخان: ۵۱۔

(۲) حادی الارواح لابن القیم، ص ۱۱۶۔

(۳) سورۃ القمر: ۵۴، ۵۵۔

بیشک متقی حضرات جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ راستی اور
عزت کی بیٹھک میں' قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کو مقعد صدق اس لئے کہا ہے کہ جنت میں
اچھی رہائش کی تمام چاہتیں فراہم ہوں گی، جیسا کہ مکمل پائیدار محبت کو
''مودة صادقة'' سچی محبت کہا جاتا ہے(۱)۔

۲۔جہنم کے نام:

(الف) النار (آگ):

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا أولئک أصحاب النار هم فیها خالدون﴾(۲)۔

جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں
ایسے لوگ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

---

(۱) حادی الارواح لابن القیم، ص۱۷۷۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۳۹۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہنم کو ''النار'' (معرفہ) کے لفظ سے ایک
سو چھبیس مرتبہ اور ''ناراً'' (نکرہ) کے لفظ سے انیس مرتبہ ذکر فرمایا
ہے(۱)۔

(ب) جہنم:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن جهنم كانت مرصاداً للطاغین مآباً﴾(۲)۔

بیشک جہنم گھات میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانہ وہی ہے۔

(ج) جحیم:

ارشاد باری ہے:

﴿وبرزت الجحیم لمن یری﴾(۳)۔

دیکھنے والے کے لئے جہنم ظاہر کی جائے گی۔

---

(۱) دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص۷۲۳ تا ۷۲۵۔

(۲) سورۃ النبأ:۲۱،۲۲۔

(۳) سورۃ النازعات:۳۶۔

(د) سعیر (بھڑکتی آگ):

ارشاد باری ہے:

﴿فريق في الجنة وفريق في السعير﴾ (۱)۔

ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔

(ھ) سقر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وما أدراک ما سقر لا تبقي ولا تذر﴾ (۲)۔

آپ کو کیا معلوم کہ سقر کیا ہے۔ نہ وہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔

(و) الحطمۃ (توڑ پھوڑ دینے والی):

ارشاد باری ہے:

﴿كلا لينبذن في الحطمة﴾ (۳)۔

---

(۱) سورۃ الشوریٰ: ۷۔

(۲) سورۃ المدثر: ۲۷، ۲۸۔

(۳) سورۃ الھمزۃ: ۴۔

ہرگز نہیں! یہ ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینکا جائے گا۔

(ز) الھاویۃ:

ارشاد باری ہے:

﴿وأما من خفت موازينه فأمه هاوية، وما أدراک ماهية نار حامية﴾ (۱)۔

اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(ح) دار البوار (ہلاکت کا گھر):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ألم تر إلى الذين بدلوا نعمت الله كفراً وأحلوا قومهم دار البوار جهنم يصلونها وبئس القرار﴾ (۲)۔

کیا آپ نے ان کی طرف نظر نہیں ڈالی جنھوں نے اللہ کی نعمت

---

(۱) سورۃ القارعہ: ۸تا۱۱۔

(۲) سورۃ ابراہیم: ۲۸، ۲۹۔

کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا ڈالا۔ یعنی دوزخ میں جس میں یہ سب جائیں گے، جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''...رہا دار البوار (ہلاکت کا گھر) تو وہ جہنم ہے''(۱)۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے(۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر،۲/۵۳۹۔

(۲) تفسیر البغوی،۳/۳۵۔

چوتھا مبحث:

جنت وجہنم کی جگہ (جائے وقوع):

۱-جنت کا جائے وقوع:

ارشاد باری ہے:

﴿كلا إن كتاب الأبرار لفي عليين وما أدراك ما عليون﴾(۱)۔

یقیناً نیکوکاروں کا نامۂ اعمال علیین میں ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے۔

علیون: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''علیون، جنت ہے' اور کہا گیا ہے کہ 'علیون' ساتویں آسمان پر عرش تلے ایک جگہ کا نام ہے(۲)۔

---

(۱) سورۃ المؤمنون:۱۰،۱۱۔

(۲) دیکھئے: تفسیر البغوی،۴/۴۶۰، تفسیر ابن کثیر،۴/۴۸۷۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ''علیین'' علو (بلندی) سے ماخوذ ہے' اور جو چیز جتنی ہی عالی اور بلند ہوتی ہے اتنی ہی عظیم اور وسیع تر ہوتی ہے، اسی لئے اللہ عزوجل نے علیین کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وما أدراک ماعليون﴾(۱)۔

اور آپ کو کیا معلوم کہ علیون کیا ہے؟۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وفي السماء رزقكم وما توعدون﴾(۲)۔

اور تمہاری روزی اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرمان باری: **﴿وفي السماء رزقكم وما توعدون﴾** کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''آسمان کی روزی سے مراد

(۱) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۷۔

(۲) سورۃ الذاریات:۲۲۔

''بارش'' اور جس کا وعدہ کیا جاتا ہے اس سے مراد ''جنت'' ہے''(۱)۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جنت ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''...فإذا سألتم الله فاسألوه الفردوس فإنه أوسط الجنة، وأعلى الجنة، وفوقه عرش الرحمن، ومنه تفجر أنهار الجنة''(۲)۔

جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا درمیانی حصہ ہے اور جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے، اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، نیز جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں۔

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/۲۳۶۔

(۲) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/۱۱، حدیث (۲۷۹۰) و۱۳/۴ حدیث (۷۴۲۳) نیز دیکھئے صحیح مسلم بشرح نووی ۲/۵۷۹۔

۲-جہنم کا جائے وقوع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كلا إن كتاب الفجار لفي سجين وما أدراك ماسجين كتاب مرقوم﴾(۱)۔

یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔اور کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔یہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان کا ٹھکانہ ''سجین'' میں ہے، ''سجین'' سجن سے ''فعیل'' کے وزن پر ہے، جس کے معنیٰ تنگی کے ہیں جیسا کہ فتیق، شریب، خمیر اور سکیر وغیرہ کہا جاتا ہے، اسی لئے اس کا معاملہ بڑا عظیم ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وما أدراك ماسجين﴾ آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے، یعنی وہ بڑا عظیم معاملہ، دائمی قید و بند اور دردناک عذاب ہے(۲)۔

امام بغوی، امام ابن کثیر اور ابن رجب حنبلی رحمہم اللہ نے کچھ آثار ذکر کئے ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ''سجین'' ساتویں زمین

(۱) سورۃ المطففین: ۷تا۹۔
(۲) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۵، وتفسیر البغوی ۴/۴۵۸۔

کے نیچے ہے، یعنی جس طرح جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے اسی طرح سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے(۱)۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحیح یہ ہے کہ ''سجین'' سجن سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ تنگی کے ہیں، کیونکہ مخلوقات جتنا نیچے ہوں گی تنگ ہوتی جائیں گی، اور جتنا بلند (اوپر) ہوں گی کشادہ ہوتی جائیں گی، اس لئے کہ ساتوں افلاک میں سے ہر ایک اپنے نیچے والے کے بالمقابل کشادہ اور بلند ہوتا ہے، اسی طرح ساتوں زمینوں میں سے ہر ایک اپنے سے نیچے والی زمین کے بالمقابل کشادہ ہوتی ہے (اسی طرح بتدریج) یہاں تک کہ سب سے آخری سطح اور تنگ ترین جگہ ساتویں زمین کے وسط میں مرکز تک پہنچ جاتی ہے(۲)۔

پھر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ: بدکاروں کا ٹھکانہ جہنم

(۱) دیکھئے: تفسیر البغوی ۴/۴۵۸، ۴۵۹ وتفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۵، ۴۸۶، والتخویف من النار لابن رجب ص ۶۲، ۶۳۔
(۲) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۴۶۔

ہے جو کہ سب سے نچلا حصہ (آخری سطح) ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثم رددناه أسفل سافلين، إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات فلهم أجر غير ممنون﴾(۱)۔

پھر ہم نے اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

اور یہاں فرمایا:

﴿کلا إن کتاب الفجار لفي سجين وما أدراک ما سجين کتاب مرقوم﴾۔

یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔ یہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے۔

یہ تنگی اور نچلے پن دونوں کو شامل ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وإذا ألقوا منها مكاناً ضيقاً مقرنين دعوا هنالک

---

(۱) سورۃ التین، ۵، ۶۔

ثبوراً﴾(۱)۔

اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے۔

فرمان باری: **﴿کتاب مرقوم﴾** (لکھی ہوئی کتاب ہے) **﴿وما أدراک ماسجين﴾** (آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟) کی تفسیر نہیں ہے، بلکہ وہ ان (بدکاروں) کے سجین میں تحریر کردہ انجام اور ٹھکانہ کی تفسیر ہے، مفہوم یہ ہے کہ یہ چیز لکھ کر اسے فراغت ہو چکی ہے، نہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کمی کی جا سکتی ہے(۲)۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض لوگوں نے اس پر (یعنی جہنم ساتویں زمین کی نچلی تہ میں ہے) اس بات سے استدلال کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ کفار صبح و شام (عالم برزخ میں) جہنم پر پیش کئے جاتے ہیں، نیز اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ ان کے لئے آسمان کے

---

(۱) سورۃ الفرقان: ۱۳۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۸۶۔

دروازے کھولے جاتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ جہنم زمین میں ہے...

اور روح قبض کرنے کی کیفیت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے مروی براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے کافر کی روح کے بارے میں فرمایا:

”حتى ينتهي به إلى السماء الدنيا، فيستفتح له، فلا يفتح له ، ثم قرأ رسول الله ﷺ : **﴿لا تفتح لهم أبواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط﴾**(۱)، فيقول الله عزوجل: اكتبوا كتابه في سجين في الأرض السفلى“ ثم قال:”...فتطرح روحه طرحاً...“ الحديث(۲) بطوله(۳)۔

(۱) سورۃ الاعراف: ۴۰۔

(۲) التخویف من النار والتعریف بحال دار البوار، ص ۶۳۔

(۳) مسند احمد، ۴/ ۲۸۷ و ۲۹۵ و ۲۹۶ وابوداود، حدیث (۴۳۵۳)، والنسائی، ۴/ ۱۰۱، والحاکم ۱/ ۳۷ تا ۴۰ وغیرھم، امام البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۵۸) میں اس حدیث کی سندیں جمع کی ہیں اور اس کی تخریج وتصحیح میں شرح وبسط سے کام لیا ہے۔

یہاں تک کہ اسے آسمان دنیا تک لے جایا جائے گا، اور آسمان کا دروازہ کھولوایا جائے گا تو دروازہ نہیں کھولا جائے گا، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿لا تفتح لهم أبواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط﴾۔

ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں چلا جائے۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: اس کا نامۂ اعمال سب سے نچلی زمین میں سجین میں لکھ دو، پھر آپ نے فرمایا: چنانچہ اس کی روح کو یونہی پھینک دیا جائے گا، حدیث طویل ہے۔

پانچواں مبحث:

موجودہ وقت میں جنت وجہنم کا وجود:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ (واقعۂ معراج کے بارے میں) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”ثم انطلق بي جبريل حتى انتهى بي إلى سدرة المنتهى فغشيها ألوان لا أدري ما هي؟ قال: ثم دخلت الجنة فإذا فيها جنابذ اللؤلؤ(۱) وإذا ترابها المسک“(۲)۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ

(۱) ”جنابذ“ جنبذۃ کی جمع ہے اس کے معنیٰ قبے کے ہیں، صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے، اس حدیث میں اہل سنت و جماعت کے اس عقیدہ کی دلیل ہے کہ جنت وجہنم کی تخلیق ہوچکی ہے، نیز یہ کہ جنت آسمان میں ہے، واللہ اعلم، دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی ۲/۵۷۹۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث (۳۴۹، ۱۶۳۶، ۳۳۴۲) وصحیح مسلم حدیث (۱۶۳)۔

تک پہنچے، تو اسے کچھ رنگوں نے ڈھانپ لیا جسے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے، فرماتے ہیں کہ: پھر میں جنت میں داخل ہوا، جس میں موتی کے گنبد ومنارے تھے، اور اس کی مٹی مشک تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لما خلق الله الجنة والنار أرسل جبرائيل إلى الجنة فقال: انظر إليها وإلى ما أعددت لأهلها فيها، فجاء فنظر إليها وإلى ما أعد الله لأهلها فيها... ثم قال: اذهب إلى النار فانظر إليها و إلى ما أعددت لأهلها فيها، فنظر إليها فإذا هي يركب بعضها بعضاً ...“(۱) الحديث.

جب اللہ نے جنت وجہنم کی تخلیق فرمائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۱۲۹۷) ونسائی، اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی (۲/۳۱۷) اور صحیح سنن نسائی (۲/۷۹۷، حدیث: ۳۵۲۳) میں حسن قرار دیا ہے۔

کی طرف بھیجا اور ان سے کہا کہ جاؤ جنت اور میں نے اس میں جنتیوں کے لئے جو کچھ تیار کر رکھا ہے انہیں دیکھو، وہ آئے اور جنت اور اس میں جنتیوں کے لئے تیار کردہ اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا، پھر (اللہ نے) فرمایا: جاؤ جہنم اور جہنم میں جہنمیوں کے لئے میں نے جو کچھ (عذاب) تیار کر رکھا ہے اسے دیکھو، انھوں نے جہنم اور اس میں تیار کردہ اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کیا، تو اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ پر سوار ہو رہا تھا (یعنی جہنم جوش مار رہی تھی)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إن أحدكم إذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي، إن كان من أهل الجنة فمن أهل الجنة، وإن كان من أهل النار فمن أهل النار، يقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله إليه يوم القيامة“(۱)۔

جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ (اس کی

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۱۳۷۹، ۳۲۴۰، ۶۵۱۵) وصحیح مسلم، ۴/۲۱۹۹، حدیث (۲۸۶۶)۔

منزل) صبح و شام پیش کی جاتی ہے، اگر جنتیوں میں سے ہوتا ہے تو اہل جنت کی ایک منزل پیش کی جاتی ہے، اور اگر جہنمیوں میں سے ہوتا ہے تو جہنمیوں کی ایک منزل دکھائی جاتی ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہاری منزل ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں دوبارہ اٹھائے گا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إنما نسمة المؤمن طائر يعلق في شجر الجنة حتى يرجعه الله إلى جسده يوم يبعثه“(۱)۔

بیشک مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں

(۱) سنن نسائی، حدیث (۲۰۷۳) وسنن ابن ماجہ، حدیث (۴۲۷۱) ومسند احمد، ۳/۴۵۵، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن نسائی (۲/۴۴۵) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۲/۴۲۳) اور سلسلة الاحادیث الصحیحہ (۲/۷۳۰، حدیث/۹۹۵) میں صحیح قرار دیا ہے، امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر (۴/۳۰۲) میں مسند احمد کی سند ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”یہ بڑی عظیم سند ہے اور انتہائی پائیدار متن ہے“۔

میں لٹکتی رہتی ہے، یہاں تک کہ جس دن اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اٹھائے گا اسے اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان سے فرمان باری تعالیٰ:

﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتاً بل أحياء عند ربهم يرزقون﴾(۱)۔

اللہ کی راہ میں قتل (شہید) ہونے والوں کو آپ ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے یہاں روزیاں عطا کئے جاتے ہیں۔

کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ:

"أرواحهم في جوف طير خضرٍ، لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاء ت، ثم تأوي إلى تلك القناديل، فاطلع إليهم ربهم إطلاعةً فقال: هل

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۶۹۔

تشتهون شيئاً؟ قالوا: أي شيء نشتهي ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا، فعل ذلک بهم ثلاث مرات، فلما رأوا أنهم لن يتركوا من أن يسألوا، قالوا: يا رب نريد أن ترد أرواحنا في أجسادنا حتى نقتل في سبيلک مرةً أخرى ..."(۱)۔

ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوں گی، جن کے لئے قندیلیں ہوں گی جو عرش الٰہی میں لٹک رہی ہوں گی، وہ جنت میں جہاں چاہیں گے سیر کریں گے، پھر انہی قندیلوں میں پناہ گیر ہوں گے، ان کا رب ان کی طرف ایک بار جھانکے گا اور فرمائے گا: کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ کہیں گے: (اے اللہ!) ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے اور سیر کرتے ہیں، اب اس کے بعد ہمیں اور کس چیز کی خواہش ہوسکتی ہے؟ تین مرتبہ ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا، جب وہ یہ دیکھیں گے کہ انہیں سوال کئے

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۵۰۲، حدیث (۱۸۸۷)۔

جانے سے چھٹکارا ہی نہ ملے گا (یعنی پوچھا ہی جاتا رہے گا) تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوں...حدیث لمبی ہے۔

چھٹا مبحث:

جنت وجہنم کی طرف روانگی:

۱-مومنوں کی جنت کی طرف روانگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة زمراً حتى إذا جاء وها وفتحت أبوابها وقال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خالدين، وقالوا الحمد لله الذي صدقنا وعده وأورثنا الأرض نتبوأ من الجنة حيث نشاء فنعم أجر العاملين﴾(۱)۔

اور جولوگ تیرے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس

(۱)سورۃ الزمر:۷۳،۷۴۔

آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کرلیں، پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، ثم الذين يلونهم على أشد كوكب دريٍ في السماء إضـــــاءةً، لا يبولون ولا يتغوطون، ولا يتفلون ولا يمتخطون، أمشاطـهم الذهب، ورشحهم المسک، ومجــــــامرهم الألوة الألنجوج (۱) عود الطيب،

(۱) "مجامر" مِجمَر یا مُجْمَر کی جمع ہے، مجمر (میم کے زیر کے ساتھ) اس برتن کو ==

وأزواجهم الحور العين، على خَلْقِ رجل واحد على صورة أبيهم آدم ستون ذراعاً في السماء"(۱)۔

سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودہویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے، نہ وہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ، اور نہ تھوکیں گے، اور نہ ہی ان کی ناک سے رینٹ نکلے گی، ان کی کنگھی سونے کی ہوگی، اور ان کا پسینہ مشک ہوگا، ان کی دھونی عمدہ قسم کی عود کی خوشبو ہوگی اور ان کی بیویاں حور عین (بڑی

== کہتے ہیں جس میں دھونی لینے کے لئے آگ رکھی جاتی ہے، اور مجمر (میم کے پیش کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جس کو جلا کر دھونی لی جاتی ہے، حدیث میں یہی مراد ہے، "ألوة" کے معنیٰ لکڑی کے ہیں۔

"ألنجوج" ایک قسم کی لکڑی ہے جس سے دھونی لی جاتی ہے، اسے "ألنجوج، يلنجوج، أنجج" وغیرہ بھی کہا جاتا ہے، الف اور نون زائد ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس کی خوشبو کی تیزی مراد ہے۔ دیکھئے: النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، از ابن الاثیر، ۱/۶۲، ۲۹۳۔ (مترجم)

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۳۲۷) وصحیح مسلم، حدیث (۲۸۳۴)۔

آنکھوں والی سرخ وسفید) ہوں گی، (سارے لوگ) اپنے باپ آدم علیہ السلام کی قامت کے برابر ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے۔

۲-کافروں کی جہنم کی طرف روانگی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وسيق الذين كفروا إلى جهنم زمراً حتى إذا جاء وها فتحت أبوابها وقال لهم خزنتها ألم يأتكم رسل منكم يتلون عليكم آيات ربكم وينذرونكم لقاء يومكم هذا قالوا بلى ولكن حقت كلمة العذاب على الكافرين، قيل ادخلوا أبواب جهنم خالدين فيها فبئس مثوى المتكبرين﴾(۱)۔

کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے

(۱) سورۃ الزمر: ۷۱،۷۲۔

کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں! کیوں نہیں، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوگیا۔ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، جہاں ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وللذين كفروا بربهم عذاب جهنم وبئس المصير، إذا ألقوا فيها سمعوا لها شهيقاً وهي تفور، تكاد تميز من الغيظ كلما ألقي فيها فوج سألهم خزنتها ألم يأتكم نذير، قالوا بلى قد جاء نا نذير فكذبنا وقلنا مانزل الله من شي ء إن أنتم إلا في ضلال كبير، وقالوا لو كنا نسمع أو نعقل ماكنا في أصحاب السعير،

فاعترفوا بذنبهم فسحقاً لأصحاب السعير﴾(۱)۔

اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ جائے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں شریک نہ ہوتے۔ پس انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا، تو دوری ہو جہنمیوں کے لئے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ الملک: ٦ تا ١١۔

﴿وإذا ألقوا منها مكاناً ضيقاً مقرنين دعوا هنالك ثبوراً﴾(۱)۔

اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد لهم أولياء من دونه ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصماً مأواهم جهنم كلما خبت زدناهم سعيراً ذلك جزاؤهم بأنهم كفروا بآياتنا وقالوا أ إذا كنا عظاماً ورفاتاً أ إنا لمبعوثون خلقاً جديداً﴾(۲)۔

اللہ جسے ہدایت دے دے وہ تو ہدایت یافتہ ہے، اور جسے وہ راہ سے بھٹکا دے ناممکن ہے کہ تو اس کا مددگار اس کے سوا کسی اور کو

(۱) سورۃ الفرقان: ۱۳۔

(۲) سورۃ الاسراء: ۹۷، ۹۸۔

پائے، ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے،
دراں حالیکہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے، ان کا ٹھکانہ
جہنم ہوگا، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں
گے۔ یہ ہماری آیتوں سے کفر کرنے اور یہ کہنے کا بدلہ ہے کہ کیا
جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گے' پھر ہم نئی پیدائش میں
اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إن المجرمين في ضلال وسعر يوم يسحبون في النار على وجوههم ذوقوا مس سقر﴾(۱)۔

بیشک گناہ گار گمراہی میں اور عذاب میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے
منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا)
دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔

نیز ارشاد باری ہے:

(۱) سورۃ القمر: ۴۷، ۴۸۔

﴿فسوف يعلمون إذ الأغلال في أعناقهم والسلاسل يسحبون في الحميم ثم في النار يسجرون﴾(۱)۔

عنقریب وہ جان لیں گے۔ جب کہ ان کے گردنوں میں طوق
ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی' گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے
پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿خذوه فغلوه ثم الجحيم صلوه ثم في سلسلة ذرعها سبعون ذراعاً فاسلكوه إنه كان لا يؤمن بالله العظيم﴾(۲)۔

اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر
اسے ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔

(۱) سورۃ غافر (مومن): ۷۰ تا ۷۲۔

(۲) سورۃ الحاقۃ: ۳۰ تا ۳۳۔

ساتواں مبحث:

جنت وجہنم کے دروازے:

۱- جنت کے دروازے آٹھ ہیں:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما منكم من أحد يتوضأ فيسبغ الوضوء ثم يقول: أشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، إلا فتحت له أبواب الجنة الثمانية، يدخل من أيها شاء"(۱)۔

تم میں سے جو کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر کہتا ہے:"أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له ، وأشهد أن

(۱) صحیح مسلم،۱/۲۰۹،حدیث(۲۳۴)۔

محمداً عبده ورسوله"(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ ان میں سے جس سے بھی داخل ہونا چاہے داخل ہوجائے۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے دنیا اور جنت وجہنم کے بارے میں مروی حدیث میں ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ جنت کے پٹوں میں سے دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سالوں کی مسافت کے برابر ہے، اور یقیناً ایک روز اس پر ایسا بھی آئے گا جس دن وہ بھیڑ بھاڑ سے بھرا ہوگا(۱)۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے رویت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"في الجنة ثمانية أبواب، فيها باب يسمى الريان

(۱) صحیح مسلم،۴/۲۲۷۸،حدیث(۲۹۶۷)۔

لایدخله إلا الصائمون‘‘(۱)۔

جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام
’’ریان‘‘ ہے جس سے روزہ دار لوگ ہی داخل ہوں گے۔
اور کبھی مسلمان ان تمام دروازوں سے بھی داخل ہوگا، چنانچہ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’من أنفق زوجين في سبيل الله نودي من أبواب الجنة: يا عبد الله هذا خير، فمن كان من أهل الصلاة دعي من باب الصلاة، ومن كان من أهل الجهاد دعي من باب الجهاد، ومن كان من أهل الصيام دعي من باب الريان، ومن كان من أهل الصدقة دعي من باب الصدقة‘‘، فقال أبو بكر رضي الله عنه: بأبي أنت و أمي يا رسول الله، ما على من دعي من تلک الأبواب من ضرورة، فهل يدعى أحد من تلک الأبواب كلها؟

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۵۷) وصحیح مسلم، حدیث (۱۱۱۲)۔

قال: ’’نعم، وأرجو أن تكون منهم‘‘(۱)۔

جس نے اللہ کی راہ میں دو جوڑے (چیزیں) خرچ کئے اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا: کہ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے، چنانچہ جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو مجاہدین میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے ’’ریان‘‘ نامی دروازے سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان تمام دروازوں سے کسی کا بلایا جانا آسان تو نہیں ہے، لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان میں سے ہو گے۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۴/۱۱۱، حدیث (۱۸۹۷)۔

۲-جہنم کے دروازے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وإن جهنم لموعدهم أجمعين لها سبعة أبواب لكل باب منهم جزء مقسوم﴾(۱)۔

یقیناً ان سب کے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازہ کے لئے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

اور جہنمیوں کے لئے جہنم کا دروازہ ان کے وہاں پہنچنے کے بعد کھولا جائے گا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وسيق الذين كفروا إلى جهنم زمراً حتى إذا جاء وها فتحت أبوابها﴾(۲)۔

کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے

(۱)سورۃ الحجر:۴۳،۴۴۔

(۲)سورۃ الزمر:۷۱۔

کھولے جائیں گے۔

اور جہنمیوں پر جہنم بند ہوگی، ارشاد ربانی ہے:

﴿والذين كفروا بآياتنا هم أصحاب المشئمة عليهم نار مؤصدة﴾(۱)۔

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا، یہ کم بختی والے ہیں۔ان پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری ہوئی ہوگی۔

نیز فرمایا:

﴿إنها عليهم مؤصدة في عمد ممددة﴾(۲)۔

وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔بڑے بڑے ستونوں میں۔

کہا جاتا ہے:"أوصدت الباب و آصدته" یعنی میں نے دروازہ کو اچھی طرح بند کردیا(۳)، چنانچہ جہنمیوں پر جہنم کے دروازے بند ہیں، نہ

(۱)سورۃ البلد:۱۹،۲۰۔

(۲)سورۃ الھمزۃ:۸،۹۔

(۳)مفردات الفاظ القرآن للاصفہانی ص۸۷۲۔

اس میں کوئی خوشی داخل ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی رنج وغم خارج ہوسکتا ہے(۱)۔

جہنم کے دروازے رمضان میں بند کئے جاتے ہیں، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا كان أول ليلة من شهر رمضـــــــان صفدت الشياطين، ومردة الجن، وغلقت أبواب النار فلم يفتح منها باب، وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب، وينادي مناد: يا باغي الخير أقبل، ويا باغي الشر أقصر، ولله عتقاء من النار وذلک كل ليلة"(۲)۔

(۱) تفسیر امام بغوی،۴/ ۴۹۱، ۵۲۴ وتفسیر ابن کثیر۴/ ۵۱۶، ۵۴۹۔

(۲) سنن ترمذی (انہی الفاظ کے ساتھ) ۳/ ۵۷ ونسائی، حدیث (۲۰۹۷ تا ۲۱۰۸) وابن ماجہ، حدیث (۱۶۴۲) وابن خزیمہ، ۳/ ۱۸۸، اس حدیث کی اصل صحیح بخاری حدیث (۳۲۷۷) اور صحیح مسلم، حدیث (۱۰۷۹) میں ہے۔

جب ماہ رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے تو سرکش جن اور شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے سارے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! پیچھے ہٹ، اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

آٹھواں مبحث:

جنت وجہنم کا حجاب:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لما خلق الله الجنة والنار، أرسل جبرائيل إلى الجنة فقال: انظر إليها وإلى ما أعددت لأهلها فيها،قال: فجاء ها فنظر إليها وإلى ما أعد الله لأهلها فيها، قال: فرجع إليه، قال: وعزتک، لا يسمع بها أحد إلا دخلها، فأمر بها فحفت بالمكاره، فقال:ارجع إليها فانظر إليها وإلى ما أعددت لأهلها فيها، قال: فرجع إليها فإذا هي قد حفت بالمكاره، فرجع إليه فقال:وعزتک لقد خفت أن لا يدخلها أحد. قال: اذهب إلى النار فانظر إليها وإلى ما أعددت لأهلها

فيها، فنظر إليها فإذا هي يركب بعضها بعضاً، فرجع إليه، فقال: وعزتک لا يسمع بها أحد فيدخلها، فأمر بها فحفت بالشهــــــــوات، فقال: ارجع فانظر إليها، [فرجع إليها] فنظر إليها فإذا هي قد حفت بالشهوات، فرجع وقال: وعزتک لقد خشيت أن لا ينجو منها أحد إلا دخلها“(۱)۔

جب اللہ نے جنت وجہنم کی تخلیق فرمائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور ان سے کہا کہ جاؤ جنت اور میں نے اس میں جنتیوں کے لئے جو کچھ تیار کررکھا ہے انہیں دیکھو، فرماتے ہیں کہ: وہ آئے اور جنت اور اس میں جنتیوں کے لئے تیار کردہ اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا، فرماتے ہیں کہ پھر لوٹ کر اللہ کے پاس آئے اور فرمایا: تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے بارے میں سنے گا

(۱) سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ۷/ ۲۸۱، وسنن نسائی وغیرہما، بین القوسین کے الفاظ ترمذی کے ہیں، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن نسائی (۲/ ۷۹۷، حدیث/ ۳۵۲۳) اور صحیح سنن ترمذی (۲/ ۳۱۸، حدیث/ ۲۰۷۵) میں حسن قرار دیا ہے۔

داخل ہی ہوجائے گا، چنانچہ اللہ نے حکم دیا اور اسے ناپسندیدہ
(نفس پر گراں گزرنے والی اشیاء) سے گھیر دیا گیا، پھر فرمایا:
دوبارہ جاؤ اور اسے اور اس میں جنتیوں کے لئے میں نے جو کچھ
تیار کر رکھا ہے' اسے دیکھو، فرماتے ہیں کہ وہ دوبارہ گئے' تو دیکھا
کہ اسے ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے، لوٹ کر اللہ عزوجل
کے پاس آئے اور فرمایا: تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس
میں کوئی داخل ہی نہ ہوسکے گا، (اللہ نے) فرمایا: جاؤ جہنم اور جہنم
میں جہنمیوں کے لئے میں نے جو کچھ (عذاب) تیار کر رکھا ہے
اسے دیکھو، انھوں نے جہنم اور اس میں تیار کردہ اللہ کے عذاب کا
مشاہدہ کیا، تو اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ پر سوار ہو رہا تھا (یعنی
جہنم جوش مار رہی تھی)، لوٹ کر اللہ کے پاس آئے اور فرمایا: تیری
عزت کی قسم! اس کے بارے میں سن کر کوئی داخل ہی نہیں ہوسکتا،
چنانچہ اللہ نے حکم دیا اور اسے شہوات (جن چیزوں کی طرف نفس کا
میلان ہو) سے گھیر دیا گیا، پھر فرمایا: جاؤ دوبارہ جا کر دیکھو، وہ

دوبارہ گئے اور دیکھا کہ اسے شہوات سے گھیر دیا گیا ہے، لوٹ کر
اللہ کے پاس آئے اور کہا: تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ
اس سے کوئی نجات نہیں پائے گا مگر اس میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا:

"حجبت النار بالشهوات، وحجبت الجنة بالمكاره" (۱)۔

جہنم کو من چاہی چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو ناپسندیدہ
چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے۔

یہاں "شہوات" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے انجام دینے یا ترک
کرنے میں مکلّف کو اپنے نفس سے مجاہدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے قولی و
عملی طور پر عبادتوں کی کما حقہ انجام دہی اور ان کی پابندی، نیز منع کردہ امور
سے اجتناب واحتراز (۲)۔

---

(۱) بخاری مع فتح الباری، ۱۱/۳۲۰، حدیث (۶۴۸۷) وصحیح مسلم، ۴/۲۱۷۴، حدیث (۲۸۲۲)۔
(۲) دیکھئے: فتح الباری، ۱۱/۳۲۰۔

یہ حدیث بڑی انوکھی، فصیح اور نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ حسین مثال وغیرہ پر مشتمل جامع کلمات میں سے ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جنت تک ناپسندیدہ چیزوں کے اور جہنم تک شہوات کے ارتکاب سے ہی پہنچا جا سکتا ہے، اسی طرح جنت و جہنم کو ان دونوں چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے، لہٰذا جو بھی گھیرا توڑے گا گھیرے کے اندر جا پہنچے گا، چنانچہ جنت کی پردہ دری ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب ہے اور جہنم کی پردہ دری شہوات (من چاہی چیزوں) کا ارتکاب ہے۔

ناپسندیدہ چیزوں میں عبادات میں جد و جہد، ان کی پابندی، ان کی دشواریوں پر صبر و ضبط، غصہ پینا، معاف کرنا، حلم و بردباری، صدقہ، بدسلوک کے ساتھ حسن سلوک اور خواہشات نفس کو لگام دینا وغیرہ شامل ہیں۔

رہی وہ من چاہی چیزیں جن سے جہنم کو گھیر دیا گیا ہے، تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام خواہشات ہیں، جیسے شراب، زنا کاری، غیر محرم کو دیکھنا، غیبت، چغلخوری، آلات لہو ولعب کا استعمال وغیرہ۔

جہاں تک جائز وحلال خواہشات کا مسئلہ ہے تو وہ ان میں داخل نہیں ہیں، لیکن کثرت سے ان کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے، اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں وہ حرام تک نہ پہنچا دیں، یا دل سخت کردیں، یا اطاعت سے غافل کردیں، یا دنیا کے حصول پر توجہ دینے پر مجبور کردیں (۱)۔

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/۱۶۵۔

نواں مبحث:

جنت وجہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے:

۱- سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا:

(الف) جنت میں سب سے پہلے محمد ﷺ داخل ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’آتي باب الجنة يوم القيامة، فأستفتح، فيقول الخازن: من أنت؟ فأقول: محمد، فيقول: بک أمرت لا أفتح لأحد قبلک‘‘(۱)۔

میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا، تو داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد

(۱) صحیح مسلم، ۱/۱۸۸، حدیث (۱۹۷)۔

ﷺ! تو وہ کہے گا: آپ ہی کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی اور کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔

انہی سے ایک دوسری روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’أنا أكثر الأنبياء تبعاً يوم القيامة، وأنا أول من يقرع باب الجنة‘‘(۱)۔

قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے، اور سب سے پہلے میں جنت کے دروازہ پر دستک دوں گا۔

(ب) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’نحن الآخرون الأولون يوم القيامة، ونحن أول من يدخل الجنة، بيد أنهم أوتوا الكتاب قبلنا وأوتيناه من بعدهم فاختلفوا فهدانا الله لما اختلفوا فيه من الحق،

(۱) صحیح مسلم، ۱/۱۸۸، حدیث (۱۹۶)۔

فهذا يومهم الذي اختلفوا فيه، هدانا الله له [قال: يوم الجمعة] فاليوم لنا، وغداً لليهود، وبعد غدٍ للنصارى"(۱)۔

ہم سب سے آخری لوگ (امت) قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جبکہ انہیں (یہود ونصاریٰ کو) ہم سے پہلے اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی ہے، لیکن انھوں نے اختلاف کیا، اور اللہ نے ہمیں ان کے اختلاف کردہ امر میں ہدایت عطا فرمائی، چنانچہ یہی وہ ان کا دن ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا، اللہ نے ہمیں اس کی رہنمائی فرمائی، [فرماتے ہیں: وہ جمعہ کا دن ہے] چنانچہ آج کا دن ہمارا ہے' کل یہودیوں کا اور پرسوں نصاریٰ (عیسائیوں) کا۔

(ج) فقراء:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

(۱) صحیح مسلم، ۲/۵۸۵، حدیث (۸۵۵)۔

فرمایا:

"**يدخل الفقراء الجنة قبل الأغنياء بخمسمائة عام، نصف يوم**"(۱)۔

فقراء مالداروں سے پانچ سو سال یعنی قیامت کے آدھے دن' پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ایک روایت میں ہے:

"**يدخل فقراء المسلمين الجنة قبل الأغنياء بنصف يوم، وهو خمسمائة عام**"(۲)۔

مسلمان فقراء مالداروں سے (قیامت کے) آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جو پانچ سو سالوں کے برابر ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۲۴۷۲) وابن ماجہ، حدیث (۴۱۲۲) علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدث کو صحیح سنن ترمذی (۲/۲۷۵) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۲/۳۹۶) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) سنن ترمذی، حدیث (۲۴۷۴)، نیز دیکھئے: حدیث سابق۔

فرمایا:

”یدخل فقراء المسلمین قبل أغنیائهم بأربعین خریفاً“(۱)۔

محتاج مسلمان مالدار مسلمانوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إن فقراء المهاجرین یسبقون الأغنیاء یوم القیامة إلی الجنة بأربعین خریفاً“(۲)۔

بیشک محتاج مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۲۴۴۳)، دیکھئے: صحیح سنن ترمذی، ۲/ ۲۷۵، نیز دیکھئے: تحفۃ الاحوذی، ۷/ ۱۸تا ۲۳۔

(۲) صحیح مسلم، ۴/ ۲۲۸۵، حدیث (۲۹۷۹)۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت (واللہ اعلم) یہ ہے کہ محتاجوں اور مالداروں کے حالات کے اعتبار سے بعض فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے اور بعض فقراء (مالداروں سے) چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جس طرح گنہ گار موحدین اپنے حالات کے سبب دیر تک ٹھہرے رہیں گے، اور فقیروں کے جنت میں پہلے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مالداروں سے ان کے درجات بھی بلند ہوں، بلکہ بعد میں داخل ہونے والا بسا اوقات اونچے مقام ومرتبہ کا ہوتا ہے گرچہ اس کے علاوہ کوئی اس سے پہلے ہی داخل ہوا ہو، چنانچہ اگر مالدار کی مالداری کا حساب لیا جائے، اور وہ اس پر اللہ کا شکر گزار اور نیکی، بھلائی، صدقہ اور نیک کاموں کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے والا پایا جائے، تو وہ اس (جنت) میں پہلے داخل ہونے والے محتاج جس کے پاس یہ اعمال خیر نہیں ہیں سے بلند مرتبہ پر فائز ہوگا، بالخصوص جبکہ مالدار اس محتاج کے اعمال میں بھی شریک ہوا اور مزید انجام دیا ہو، اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (دراصل) خصوصیت دو طرح کی

ہوتی ہے: سبقت، اور بلندئ مقام، کبھی یہ دونوں خصوصیتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں اور کبھی الگ الگ، چنانچہ کبھی ایک شخص کو (سبقت اور بلندئ مقام) دونوں چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں، جبکہ دوسرا دونوں سے محروم ہوتا ہے، اور اسی طرح کبھی ایک کو سبقت حاصل ہوتی ہے تو بلندی نہیں، اور دوسرے کو بلندئ مقام حاصل ہوجاتا ہے تو سبقت نہیں، یہ ساری چیزیں دونوں چیزوں یا دونوں میں سے کسی ایک کے متقاضی یا غیر متقاضی سبب کے اعتبار سے ہوا کرتی ہیں، توفیق دہندہ اللہ کی ذات ہے(۱)۔

۲- قیامت کے دن سب سے پہلے جن کا فیصلہ ہوگا وہ تین لوگ ہوں گے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"إن أول من يقضى يوم القيامة عليه رجل استشهد، فأتي به، فعرفه نعمه، فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال:

(۱) دیکھئے: حادی الارواح الی بلاد الافراح، لابن القیم، ص ۱۳۴۔

قاتلت فيک حتي استشهدت، قال: كذبت، ولكنک قاتلت؛ لأن يقال جريء، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار. ورجل تعلم العلم وعلمه وقرأ القرآن، فأتي به، فعرفه نعمه، فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت العلم وعلمته وقرأت فيک القـــــرآن، قال: كذبت، ولكنک تعلمت العلم، ليقال عالم، وقرأت القرآن ليقال هو قاريء، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقي في النار. ورجل وسع الله عليه وأعطاه من أصناف المال كله، فأتي به فعرفه نعمه، فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: ما تركت من سبيل تحب أن ينفق فيها إلا أنفقت فيها لک، قال: كذبت، ولكنک فعلت ليقال هو جواد، فقد قيل، ثم أمر به فسحب على وجهه ثم ألقي في النار"(۱)۔

(۱) صحیح مسلم، ۳/۱۵۱۴، حدیث (۱۹۰۵)۔

قیامت کے دن جن کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا جسے لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا (یاد دلائے گا) تو وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں تیری راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، تونے جہاد اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے بہت بڑا بہادر کہا جائے، اور تجھے کہا بھی گیا، پھر حکم ہوگا، یہاں تک کہ اسے اس کے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور دوسرا وہ آدمی ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا ہوگا اور قرآن پڑھا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا تو وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور (تیرے دین کی خاطر) قرآن پڑھا، اللہ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تونے علم اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے، اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تاکہ قاری کہا جائے، اور کہا بھی گیا، پھر

حکم ہوگا یہاں تک کہ اسے اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ آدمی ہوگا جسے اللہ نے فراخی عطا فرمائی ہوگی اور ہمہ قسم کے مال و دولت سے نوازا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں پہچنوائے گا تو وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری پسند کے ہر راستہ میں (دل کھول کر) تیری رضا کے لئے خرچ کیا، اللہ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تونے ایسا اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے سخی اور فیاض کہا جائے، اور کہا بھی گیا، پھر حکم ہوگا یہاں تک کہ اسے اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دسواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کی سلامی:

۱- جنتیوں کی سلامی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات یهدیهم ربهم بإیمانهم تجري من تحتهم الأنهار في جنات النعیم دعواهم فیها سبحانک اللهم وتحیتهم فیها سلام وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمین﴾(۱)۔

بیشک جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا نعمت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان کے منہ

(۱) سورۂ یونس: ۹، ۱۰۔

سے یہ بات نکلے گی ''سبحان اللہ'' اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا ''السلام علیکم'' اور ان کی آخری بات یہ ہوگی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الذین یوفون بعهد الله ولا ینقضون المیثاق، والذین یصلون ما أمر الله به أن یوصل ویخشون ربهم ویخافون سوء الحساب والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم وأقاموا الصلاة وأنفقوا مما رزقناهم سراً وعلانیةً ویدرء ون بالحسنة السیئة أولئک لهم عقبی الدار جنات عدن یدخلونها ومن صلح من آبائهم وأزواجهم وذریاتهم والملائکة یدخلون علیهم من کل بابٍ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار﴾(۱)۔

جو اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار کو توڑتے

(۱) سورۃ الرعد: ۲۰ تا ۲۴۔

نہیں۔ اور اللہ نے جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے رب کی رضامندی کی طلب کے لئے صبر کرتے ہیں، اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے خفیہ وعلانیہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، اور انہیں کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے تو عاقبت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

۲- جہنمیوں کی سلامی:

اللہ عزوجل نے جہنمیوں کی سلامی کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿قال ادخلوا في أمم قد خلت من قبلكم من الجن والإنس في النار كلما دخلت أمة لعنت أختها حتى

إذا اداركوا فيها جميعاً قالت أخراهم لأولاهم ربنا هؤلاء أضلونا فآتهم عذاباً ضعفاً في النار قال لكل ضعف ولكن لا تعلمون﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی، ان کے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ، جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، لہٰذا انہیں دوزخ کا عذاب دوگنا دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب ہی کا عذاب دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿هذا وإن للطاغين شر مآب جهنم يصلونها فبئس

(۱) سورۃ الاعراف:۳۸۔

المهاد هذا فليذوقوه حميم وغساق وآخر من شكله أزواج هذا فوج مقتحم معكم لا مرحباً بهم إنهم صالوا النار قالوا بل أنتم لا مرحباً بكم أنتم قدمتموه لنا فبئس القرار﴾(۱)۔

یہ تو ہوئی جزا،اور یقیناً سرکشوں کے لئے بڑی بری جگہ ہے۔دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے(آہ) کیا ہی برا بچھونا ہے۔یہ ہے‘پس اسے چکھیں‘ گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب۔یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ (آگ میں) جلنے والی ہے،کوئی خوش آمدید ان کے لئے نہیں ہے‘یہی تو جہنم میں جانے والے ہیں۔وہ کہیں گے کہ بلکہ تم ہی ہو جن کے لئے کوئی خوش آمدید نہیں ہے‘ تم ہی نے تو اسے پہلے ہی سے ہمارے سامنے لا رکھا تھا‘پس رہنے کی بڑی بری جگہ ہے۔

نیز اللہ عزوجل نے جہنمیوں کے بارے میں فرمایا:

(۱)سورۃ ص:۵۵تا۶۰۔

﴿وقال إنما اتخذتم من دون الله أوثاناً مودة بينكم في الحياة الدنيا ثم يوم القيامة يكفر بعضكم ببعض ويلعن بعضكم بعضاً ومأواكم النار ومالكم من ناصرين﴾(۱)۔

(ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیوی دوستی کی بنا ٹھہرالی ہے‘ تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو گے،اور تمہارا سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(۱)سورۃ العنکبوت:۲۵۔

گیارہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کی اکثریت:

۱- جنتیوں کی اکثریت:

(الف) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يقول الله تعالى: يا آدم! فيقول: لبيک وسعديک والخير في يديک، فيقول: أخرج بعث النار، قال: وما بعث النار؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير وتضع كل ذات حمل حملها، وترى الناس سكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديد" فاشتد ذلک عليهم، قالوا: يارسول

الله ﷺ ! وأينا ذلک الواحد؟ قال: "أبشروا فإن منكم رجلاً ومن يأجوج ومأجوج ألف". ثم قال: "والذي نفسي بيده إني لأرجو أن تكونوا ربع أهل الجنة". فكبرنا، فقال: "أرجو أن تكونوا ثلث أهل الجنة". فكبرنا، فقال: "أرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة". فكبرنا، فقال: "ماأنتم في الناس إلا كالشعرة السوداء في جلد ثورٍ أبيض، أو كشعرة بيضاء في جلد ثورٍ أسود"(۱)۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم (علیہ السلام)! تو وہ کہیں گے، حاضر ہوں، باریابی کے لئے حاضر ہوں، اور تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جہنم کی ٹولی کو نکالو، تو وہ عرض کریں گے: جہنم کی ٹولی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹)، ایسے خوفناک موقع پر بچہ بھی بوڑھا

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۳۸۲/۶، حدیث (۳۳۴۸) ومسلم ۲۰۱/۱، حدیث (۲۲۲)۔

ہو جائے گا، اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل وضع کر دے گی، اور آپ لوگوں کو نشے کی حالت میں (بدمست) دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا، یہ چیز لوگوں پر بڑی گراں اور شاق گزری، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ (ایک ہزار میں سے) ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار (قوم) یاجوج و ماجوج میں سے، پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم: جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی ایک چوتھائی تعداد تمہاری ہوگی، یہ سن کر ہم نے کہا ''اللہ اکبر'' تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی ایک تہائی تعداد تمہاری ہوگی، ہم نے (پھر) کہا ''اللہ اکبر'' پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ جنتیوں کی آدھی تعداد تمہاری ہوگی' ہم نے (پھر) کہا ''اللہ اکبر'' تو آپ نے فرمایا: تمہاری تعداد تو لوگوں میں بس سفید بیل کے جسم میں کالے بال یا کالے بیل کے جسم میں سفید بال کی طرح ہے۔

(ب) فقراء:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اطلعت في الجـــــــنة فرأيت أكثر أهلها الفقراء، واطلعت في النار فرأيت أكثر أهلها النساء''(۱)۔

میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ جنتیوں کی اکثریت فقیر ومحتاج افراد ہیں، اور جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں۔

(ج) عورتیں:

حورعین اور دنیا کی عورتوں سمیت جنتیوں کی اکثریت عورتیں ہوں گی، رہیں صرف دنیا کی عورتیں تو وہ جنت میں سب سے کم اور جہنم میں سب سے زیادہ ہوں گی (۲)، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ابن علیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایوب نے محمد کے واسطے سے خبر دی کہ انھوں نے فرمایا:

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۴۱، ۵۱۹۸، ۶۴۴۹، ۶۵۴۶)۔

(۲) حادی الارواح لابن القیم، ص ۱۴۲۔

”چاہے باہم فخر کرو یا مذاکرہ کرو (یہ بتاؤ) کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ابو القاسم ﷺ نے نہیں فرمایا ہے کہ:

”إن أول زمرة يدخلون الجنة على صورة القمر ليلة البدر، والذين يلونهم على أشد كوكب دريٍ في السماء إضاءةً، لكل امرئ منهم زوجتان اثنتان، يرى مخ سوقهما من وراء اللحم، وما في الجنة أعزب“(۱)۔

بیشک سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودہویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کی دو دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا، اور جنت میں کوئی کنوارا نہ ہوگا۔

(۱) صحیح مسلم (انہی الفاظ کے ساتھ)، ۲۱۷۹/۱، صحیح بخاری، حدیث (۳۲۴۶، ۳۲۵۴، ۳۳۲۷۔

(ظاہر ہے کہ جب ہر مرد کی دو عورتیں ہوں گی اور کوئی کنوارا نہ ہوگا تو عورتوں کی تعداد مردوں کی دوگنی ہوگئی اور اس طرح جنت میں عورتوں کی اکثریت ثابت ہوگئی)۔

۲-جہنمیوں کی اکثریت:

(الف) یاجوج وماجوج:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو بلا کر فرمائے گا کہ وہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) کے حساب سے جہنم کا گروہ نکال لیں، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ آپ کی امت کا ایک شخص ہوگا اور قوم یاجوج و ماجوج سے ایک ہزار ہوں گے (۱)۔

(ب) عورتیں:

جہنمیوں میں اکثر عورتیں ہوں گی کیونکہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے، صحیح بخاری مع فتح الباری، ۳۸۲/۶، صحیح مسلم ۲۰۱/۱۔

''يا معشر النساء تصدقن وأكثرن الاستغفار، فإني رأيتكن أكثر أهل النار، فقالت امرأة منهن جزلة: وما لنا يا رسول الله ﷺ أكثر أهل النار؟ قال: تكثرن اللعن وتكفرن العشير''(۱)۔

اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں تمہاری اکثریت دیکھی ہے،(یہ سن کر) ان میں سے ایک جرأتمند خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وجہ ہے کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہے؟ آپ نے فرمایا: (کیونکہ) تم عورتیں بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری،۱/۴۰۵حدیث (۳۰۴) ومسلم ۱/۸۶،حدیث (۷۹)۔

''اطلعت في الجنـــــــة فرأيت أكثر أهلها الفقراء، واطلعت في النار فرأيت أكثر أهلها النساء''(۱)۔

میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ جنتیوں کی اکثریت فقیر ومحتاج افراد ہیں، اور جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں۔

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۴۱، ۵۱۹۸، ٦۴۴۹، ٦۵۴٦)۔

بارہواں مبحث:

جنت کے درجات اور جہنم کی کھائیاں:

۱- جنت کے مراتب ودرجات:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لایستوي القاعدون من المؤمنين غير أولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله بأموالهم وأنفسهم فضل الله المجاهدين بأموالهم وأنفسهم على القاعدين درجةً وكلاً وعد الله الحسنى وفضل الله المجاهدين على القاعدين أجراً عظيماً درجاتٍ منه ومغفرةً ورحمةً وكان الله غفوراً رحيماً﴾(۱)۔

اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن

(۱) سورۃ النساء:۹۵،۹۶۔

اور بغیر جہاد کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں' اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے، اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی، اور رحمت کی بھی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿أفمن اتبع رضوان الله كمن باء بسخط من الله ومأواه جهنم وبئس المصير هم درجات عند الله والله بصير بما يعملون﴾(۱)۔

کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے درپے ہے، اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹتا ہے؟ اور اس کا ٹھکانہ

(۱) سورۃ آل عمران:۱۶۲،۱۶۳۔

جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔ اللہ عزوجل کے پاس ان کے الگ الگ درجے ہیں اور ان کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ بخوبی دیکھ رہا ہے۔

مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إنما المؤمنون الذين إذا ذكر الله وجلت قلوبهم وإذا تليت عليهم آياته زادتهم إيماناً وعلى ربهم يتوكلون، الذين يقيمون الصلاة ومما رزقناهم ينفقون، أولئک هم المؤمنون حقاً لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم﴾(۱)۔

بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں

(۱) سورۃ الانفال: ۲ تا ۴۔

اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑے درجے، مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن أهل الجنة ليتراء ون أهل الغرف من فوقهم كما تتراء ون الكوكب الدري الغابر(۱) من الأفق من المشرق أومن المغرب لتفاضل مابينهم". قالوا: يارسول الله! تلک منازل الأنبياء، لا يبلغها غيرهم. قال: "بلى والذي نفسي بيده رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلين"(۲)۔

(۱) الغابر: اس ستارے کو کہتے ہیں جو ڈوبنے کے قریب ہو، اور آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔
(۲) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۵/۳۲۰، حدیث (۳۲۵۶/طبعہ دار السلام ریاض) وصحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں) ۴/۲۱۷۷، حدیث (۲۸۳۱)۔

بیشک جنتی لوگ بالا خانوں میں رہنے والوں کو باہم فرق مراتب کے سبب' ان کے اوپر سے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم مشرقی یا مغربی کنارہ میں ٹمٹماتے ہوئے روشن ستارے کو دیکھتے ہو، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو نبیوں کی منزلیں ہوں گی جہاں ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"یقال لصاحب القرآن یوم القیامة إذا دخل الجنة: اقرأ واصعد، فیقرأ ویصعد بکل آیة درجة حتی یقرأ آخر شيء معه"(۱)۔

صاحب قرآن قیامت کے دن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس

(۱) مسند احمد، ۳/۴۰۔

سے کہا جائے گا: پڑھتا جا اور (جنت کے منازل پر) چڑھتا جا، چنانچہ وہ پڑھے گا اور ہر آیت پر ایک درجہ چڑھتا جائے گا، اسی طرح اسے جتنا یاد ہوگا اس کے اخیر تک پڑھے گا۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یقال لصاحب القرآن: اقرأ وارق ورتل کما کنت ترتل في الدنیا، فإن منزلتک عند آخر آیة تقرأها"(۱)۔

صاحب قرآن سے کہا جائے گا: پڑھ اور (جنت کے منازل) چڑھ، اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا، کیونکہ تیرا مرتبہ اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تو پڑھے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۳۰۹۳)، ومسند احمد ۲/۱۹۲، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی (۳/۱۰) میں حسن قرار دیا ہے۔

فرمایا:

”من آمن بالله ورسوله، وأقام الصلاة، وصام رمضان، كان حقاً على الله أن يدخله الجنة هاجر في سبيل الله أو جلس في أرضه التي ولد فيها“. قالوا: يارسول الله! ألا ننبئ الناس بذلک ؟ فقال: إن في الجنة مائة درجة أعدها الله للمجاهدين في سبيله، كل درجتين مابينهما كما بين السماء والأرض، فإذا سألتم الله فاسألوه الفردوس؛ فإنه أوسط الجنة، وأعلى الجنة، وفوقه عرش الرحمن، ومنه تفجر أنهار الجنة“(۱)۔

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا جس سرزمین میں اس کی پیدائش ہوئی ہو اسی میں بیٹھا رہے، لوگوں (صحابہ)

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۳/۴۰۴و۶/۱۱، حدیث (۲۷۹۰، ۷۴۲۳)۔

نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو اس بات کی خبر نہ کردیں؟ تو آپ نے فرمایا:

بیشک جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے، ہر دو درجہ کے درمیان کی دوری آسمان و زمین کی درمیانی مسافت کے مثل ہے، لہٰذا، جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا درمیانی حصہ ہے اور جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے، اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، نیز جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں۔

جنت کے بلندترین درجات میں سے ”وسیلہ“ بھی ہے، چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول، ثم صلوا علي، فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشراً، ثم سلوا الله لي الوسيلة؛ فإنها منزلة في الجنة

لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون هو، فمن سأل الله لي الوسيلة حلت له الشفاعة''(۱)۔

جب تم موذن کو (اذان کہتے ہوئے) سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے مقامِ ''وسیلہ'' مانگو، کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کے لئے مناسب ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں، چنانچہ جو میرے لئے (اللہ سے) وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے شفاعت حلال ہوجائے گی۔

نبی کریم ﷺ کے درجہ کا نام ''وسیلہ'' اس لئے ہے کہ وہ رحمٰن (اللہ عزوجل) کے عرش سے سب سے قریب ترین درجہ ہے اور وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب درجہ ہے۔

(۱) صحیح مسلم ۱/۲۸۸، حدیث (۳۸۴)۔

۲- جہنم کی کھائیاں اور اس کی گہرائی:

جب کوئی چیز ایک دوسرے سے اوپر ہو تو اسے ''درج'' اور اگر ایک دوسرے سے نیچے ہو تو ''درک'' کہتے ہیں، چنانچہ جنت کے ''درجات'' (مراتب) ہوتے ہیں اور جہنم کے ''درکات'' (تہیں اور گہرائی) ہوتے ہیں، البتہ کبھی کبھار جہنم کی تہوں اور گہرائی کو بھی ''درجات'' کہا جاتا ہے(۱)، جیسا کہ اللہ عزوجل نے جنتیوں اور جہنمیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ولكل درجات مما عملوا﴾(۲)۔

اور ہر ایک کے اپنے کرتوت کے مطابق درجات ہیں۔

نیز منافقین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إن المنافقين في الدرك الأسفل من النار﴾(۳)۔

(۱) دیکھئے: التخویف من النار والتعریف بحال دار البوار، لابن رجب، ص ۶۹۔

(۲) سورۃ الانعام: ۱۳۲۔

(۳) سورۃ النساء: ۱۴۵۔

بیشک منافقین جہنم کی سب سے نچلی تہ میں ہوں گے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا دو فرشتے انہیں اٹھا کر جہنم کی طرف لے گئے ہیں، اور کنوے کے منڈیر کی طرح جہنم کے منہ پر منڈیر بنی ہوئی ہے، اور اس کی دو سینگیں ہیں، فرماتے ہیں کہ اس میں کچھ ایسے بھی لوگ تھے جنھیں میں نے پہچان لیا، اور کہنے لگا: ''أعوذ بالله من النار'' میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، فرماتے ہیں کہ پھر ایک دوسرے فرشتے سے ہماری ملاقات ہوئی، تو اس نے کہا: گھبراؤ مت، فرماتے ہیں کہ: میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''نعم الرجل عبد الله لو كان يصلي من الليل''۔

عبداللہ کیا خوب آدمی ہیں اگر رات میں کچھ نمازیں پڑھا کریں۔

چنانچہ اس کے بعد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت کم ہی

سویا کرتے تھے(۱)۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ سے روایت ہے، وہ جہنم کی (اتھاہ) گہرائی سے متعلق فرماتے ہیں: ''...ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ جہنم کے منہ سے پتھر پھینکا جاتا ہے اور وہ اس میں ستر سالوں تک جاتا رہتا ہے، لیکن تب بھی اس کی تہ تک نہیں پہنچتا، اور اللہ کی قسم! یہ جہنم بھی یقیناً بھر جائے گی، کیا تمہیں تعجب ہے!!(۲)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کھٹک کی آواز سنائی پڑی، نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''هذا حجر رمي به في النار منذ سبعين خريفاً فهو

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۱۱۲۱) ومسلم، حدیث (۲۴۷۹)۔

يهوي في النار الآن حتى انتهى إلى قعرها"(۱)۔

یہ ایک پتھر ہے جسے (آج سے) ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور وہ ابتک جہنم کی گہرائیوں میں جا رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہ میں پہنچا۔

(۱) صحیح مسلم،۴/۲۱۸۴،حدیث (۲۸۴۴)۔

تیرہواں مبحث:

سب سے معمولی درجہ کا جنتی اور سب سے ہلکے عذاب سے دوچار جہنمی:

۱-سب سے معمولی درجہ کا جنتی:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إني لأعلم آخر أهل النار خروجاً منها، وآخر أهل الجنة دخولاً الجنة، رجل يخرج من النار حبواً فيقول الله تبارک وتعالى: اذهب فادخل الجنة، فيأتيها فيخيل إليه أنها ملأى، فيرجع فيقول: يا رب وجدتها ملأى، فيقول الله تبارک وتعالى له:اذهب فادخل الجنة، قال: فيأتيها فيخيل إليه أنها ملأى فيرجع

فيقول: يا رب وجدتها ملأى، فيقول الله له: اذهب فادخل الجنة فإن لک مثل الدنيا وعشرة أمثالها أوإن لک عشرة أمثال الدنيا. قال فيقول:أتسخر بي [أوتضحک بي] وأنت الملک؟". قال: فلقد رأيت رسـول الله ﷺ ضحک حتى بدت نواجذه. قال:فـكان يقـال: ذلک أدني أهل الجـنة منـزلة"(۱)۔

میں سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو جانتا ہوں، وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو سرین کے بل گھسٹ کر جہنم سے نکلے گا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، وہ جنت کے پاس آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھر چکی ہے، وہ واپس ہوگا اور

(۱) صحیح بخاری، ۱۱/ ۴۱۸، حدیث (۶۵۷۱) و۱۳/ ۴۷۴، حدیث (۷۵۱۱) وصحیح مسلم، ۱/ ۱۷۳، حدیث (۱۸۶)۔

اللہ سے کہے گا: اے رب! میں نے اسے بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، فرماتے ہیں کہ وہ پھر آئے گا اور اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ دوبارہ واپس ہوگا اور کہے گا: اے پروردگار! میں نے اسے بھرا ہوا پایا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں داخل ہوجا، کیونکہ تیرے لئے دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ نعمتیں ہیں، یا تیرے لئے دنیا کی دس گنا نعمتیں ہیں، فرماتے ہیں کہ تو وہ شخص کہے گا: (اے اللہ!) کیا تو بادشاہ ہوکر مجھ سے مذاق کرتا ہے، یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (اس زور سے) ہنسے کہ آپ کے داڑھ کے دانت ظاہر ہوگئے، فرماتے ہیں کہ اسی کو کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے معمولی درجہ کا جنتی ہوگا۔

عبد اللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی حدیث میں درخت والے کا قصہ مذکور ہے جو سب سے معمولی درجہ کا جنتی ہوگا، اس

میں ہے:

"ويذكره الله: سل كذا وكذا، فإذا انقطعت به الأماني قال الله: هو لک وعشرة أمثاله، ثم يدخل بيته فتدخل عليه زوجتاه من الحور العين، فتقولان: الحمد لله الذي أحياک لنا وأحيانا لک، فيقول:ما أعطي أحد مثل ما أعطيت"(۱)۔

کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا، کہ یہ مانگ لے، یہ مانگ لے، جب (مانگ کر) اس کی ساری آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لئے یہ اور اس کی دس گنا نعمتیں ہیں، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اور حورعین میں سے اس کی دونوں بیویاں بھی داخل ہوں گی، اور اس سے کہیں گی: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں ہمارے لئے زندگی عطا فرمائی اور ہمیں تمہارے لئے زندگی عطا فرمائی، تو وہ کہے گا: جتنی نعمتیں مجھے

(۱) صحیح مسلم، ۱/۱۷۴، ۱۷۵، حدیث (۱۸۷، ۱۸۸)۔

عطا کی گئی ہیں اتنی اور کسی کو بھی عطا نہیں کی گئیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"سأل موسى ربه :ما أدنى أهل الأرض منزلة ؟ قال: هو رجل يجيء بعد ما أدخل أهل الجنة الجنة فيقال له: ادخل الجنة .فيقول :أي رب كيف وقد نزل الناس منازلهم وأخذوا أخذاتهم"؟(۱) فيقال له: أترضى أن يكون لک مثل ملک ملکٍ من ملوک الدنيا؟ فيقول:رضيت ربِ. فيقول: لک ذلک ومثله، ومثله، ومثله، فقال في الخامسة: رضيت ربِ، فيقول هذا لک وعشرة أمثاله، ولک ما اشتهت نفسک ولذت عينک، فيقول: رضيت ربِ ..." الحديث(۲)۔

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ سب سے

(۱)"أخذو أخذاتهم" سے اللہ تعالیٰ انہیں جو عزت و تکریم اور نعمتیں عطا فرمائے گا وہ مراد ہے۔
(۲) صحیح مسلم، ۱/۱۷۶، حدیث (۱۸۹)۔

معمولی درجہ کا جنتی کون ہوگا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: وہ ایک آدمی ہوگا جو جنتیوں کے جنت میں داخل کئے جانے کے بعد آئے گا، تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت میں داخل ہو جا، تو وہ کہے گا: اے رب! کیسے داخل ہوں جب کہ لوگ اپنی جگہیں لے چکے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو اس بات سے خوش ہوگا کہ تیرے لئے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ کی بادشاہت کے برابر نعمتیں ہوں؟ تو وہ کہے گا: اے پروردگار! میں خوش ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لئے وہ اور اس کے مثل، اور اس کے مثل، اور اس کے مثل نعمتیں ہیں، پانچویں مرتبہ وہ کہے گا کہ اے رب میں خوش ہوگیا، تو اللہ اس سے فرمائے گا: تیرے لئے یہ اور اس کی دس گنا نعمتیں ہیں نیز تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تیری خواہش ہو اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ملے' تو وہ کہے گا: اے رب! میں خوش ہوگیا... حدیث لمبی ہے۔

۲- جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص، جہنم کی گرمی کی شدت اور جہنمیوں کا عذاب میں کم و بیش ہونا:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''ان أهـــــون أهل النار عذاباً يوم القيامة رجل على أخمص قدميه جمرتان يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل المقمقم''(۱)(۲)۔

بیشک قیامت کے روز سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص وہ ہوگا جس کے پیروں کے تلوے تلے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن

---

(۱) ''مرجل'' تانبے کی ہانڈی کو کہا جاتا ہے، اور ''مقمقم'' عطر فروشوں کا ایک برتن ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ تانبہ سے بنا ہوا تنگ منہ کا ایک برتن ہے جس میں پانی کو جوش دیا جاتا ہے، نیز عام طور پر ہر قسم کے برتن کو بھی ''مرجل'' کہا جاتا ہے جس میں پانی گرم کیا جائے، خواہ کسی بھی دھات کا ہو، دیکھئے: فتح الباری، ۱۱/۴۳۰، ۴۳۱۔

(۲) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۱/۴۱۷، حدیث (۶۵۶۱ و۶۵۶۲) وصحیح مسلم، ۱/۱۹۶، حدیث (۲۱۳)۔

سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح تانبے کی (تنگ منہ کی) ہانڈی کھولتی ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"ما يرى أن أحـــــداً أشد منه عذاباً، وانه لأهونهم عذاباً"(۱)۔

اسے احساس ہوگا کہ اس سے سخت عذاب سے دوچار کوئی نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے معمولی عذاب سے دوچار ہوگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"ناركم هذه التي يوقد ابن آدم سبعين جزءاً من حرجهنم، قالوا: والله انها لكافية يا رسول الله! قال: فانها فضلت عليها بتسعة وستين جزءاً كلها مثل حرها"(۲)۔

(۱) صحیح مسلم،۱/۱۹۶،حدیث (۲۱۳)۔

(۲) صحیح مسلم،۴/۲۱۸۴،حدیث (۲۸۴۳)۔

تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم کی گرمی کا سترواں حصہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم یہی کافی ہے، اللہ کے رسول نے فرمایا: جہنم کی آگ کو دنیا کی آگ پر انہتر گنا بڑھایا گیا ہے اور ہر گنا کی گرمی جہنم کی آگ کی گرمی کے مثل ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اشتكت النار إلى ربها فقالت: يا رب أكل بعضي بعضاً، فأذن لها بنفسين: نفسٍ في الشتاء ونفسٍ في الصيف فهو أشد ماتجدون من الحر، وأشد ماتجدون من الزمهرير"(۱)۔

جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا: اے پروردگار! میرے

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۶۰) وصحیح مسلم،۱/۴۳۱، حدیث (۶۱۷) "زمهرير" سخت ٹھنڈک کو کہتے ہیں۔

بعض حصہ نے بعض کو کھالیا، تو اللہ نے اسے دو سانسوں کی اجازت عطا فرمائی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، چنانچہ جو تم سخت گرمی پاتے ہو اور جو سخت سردی پاتے ہو وہ اسی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔

شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يؤتي بجهنم يومئذٍ لها سبعون ألف زمام مع كل زمام سبعون ألف ملكٍ يجرونها" (١)۔

اس (قیامت کے) دن جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اللہ کے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"منهم من تأخذه النار إلى كعبيه، ومنهم من تأخذه النار إلى ركبتيه، ومنهم من تأخذه النار إلى حجزته (١)، ومنهم من تأخذه النار إلى ترقوته (٢)" (٣)۔

(١) صحیح مسلم، ۴/۲۱۸۴، حدیث (۲۸۴۲)۔

ان میں سے کسی کو جہنم ٹخنے تک پکڑے گی اور کسی کو گھٹنے تک پکڑے گی اور کسی کو اس کی کمر تک پکڑے گی، اور کسی کو اس کے گلے تک پکڑے گی۔

یہ حدیث عذاب میں جہنمیوں کے مختلف اور کم و بیش ہونے کی واضح دلیل ہے، ہم جہنم اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول و فعل سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں (۴)۔

(۱) "حجزة" (کمر میں) ازار اور شلوار وغیرہ باندھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

(۲) "ترقوة" اس ہڈی کو کہتے ہیں جو سینے کے بالائی حصہ اور کندھے کے درمیان ہوتی ہے۔

(۳) صحیح مسلم، ۴/۲۱۸۵، حدیث (۲۸۴۵)۔

(۴) صحیح مسلم بشرح اُبی، ۹/۲۸۷۔

چودہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا لباس:

۱-جنتیوں کا لباس:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات إنا لا نضيع أجر من أحسن عملاً، أولئک لهم جنات عدن تجري من تحتهم الأنهار يحلون فيها من أساور من ذهب ويلبسون ثياباً خضراً من سندس وإستبرق متكئين فيها على الأرائک نعم الثواب وحسنت مرتفقاً﴾(۱)۔

یقیناً جولوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ان کے لئے ہمیشگی والی

(۱)سورۃ الکہف:۳۰،۳۱۔

جنتیں ہیں‘ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی،وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے نرم وباریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے‘وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے‘کیا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عاليهم ثياب سندس خضر وإستبرق وحلوا أساور من فضة وسقاهم ربهم شراباً طهوراً﴾(۱)۔

ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا‘اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن الله يدخل الذين آمنوا وعملوا الصالحات جنات تجري من تحتها الأنهار يحلون فيها من أساور

(۱)سورۃ الانسان(دہر):۲۱۔

من ذهب ولؤلؤاً ولباسهم فيها حرير﴾(۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں جاری ہوں گی' جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی، وہاں ان کا لباس خالص ریشم ہوگا۔

مزید ارشاد باری ہے:

﴿جنات عدن یدخلونها یحلون فیها من أساور من ذهب ولؤلؤاً ولباسهم فیها حریر﴾(۲)۔

وہ باغات میں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے، سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے، اور وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا۔

استبرق: دبیز ریشم اور عمدہ ترین ریشم کو کہتے ہیں (۳)۔

(۱) سورۃ الحج: ۲۳۔

(۲) سورۃ فاطر: ۳۳۔

(۳) النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر، ۱/ ۴۷۔

اور کہا گیا ہے کہ ''استبرق'' موٹے ریشمی لباس' یا سونے سے تیار کردہ لباس' یا دیباج کی مانند ریشمی استر کو کہتے ہیں (۱)۔

دیباج: عمدہ قسم کے ریشم سے بنائے گئے کپڑوں کو کہا جاتا ہے (۲)۔

سندس: ایک قسم کے باریک ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں (۳)۔

درۃ: بڑے موتی کو کہتے ہیں (۴)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیل (محمد) ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''تبلغ الحلیة من المؤمن حیث یبلغ الوضوء''(۵)۔

(۱) القاموس المحیط، ص ۱۱۲۰۔

(۲) النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر، ۲/ ۹۶۔

(۳) القاموس المحیط، ص ۷۱۰۔

(۴) ''الدُرۃ'' (دال کے پیش کے ساتھ) بڑے موتی کو کہتے ہیں اور ''الدِرۃ'' (دال کے زیر کے ساتھ) کوڑے کو کہتے ہیں جس سے ضرب لگائی جاتی ہے، اور ''دُرِّي'' کے معنیٰ روشن کے ہیں، کہا جاتا ہے ''دُرِّي السیف'' یعنی تلوار کی چمک۔ القاموس المحیط، ص ۵۰۰ والمعجم الوسیط، ۱/ ۲۷۹۔

(۵) صحیح مسلم، ۱/ ۲۱۹، حدیث (۲۵۰)۔

مومن کی زینت (زیور) وہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، ثم الذين يلونهم على لون أحسن كوكب دريٍ في السماء، لكل واحد منهم زوجتان من الحور العين، على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ سوقها من وراء لحومها وحللها، كما يرى الشراب الأحمر في الزجاجة البيضاء“(۱)۔

سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں شب

(۱) اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے، امام ابن القیم اپنی کتاب حادی الارواح (ص ۲۱۵) میں فرماتے ہیں: یہ سند صحیح کی شرط پر ہے، امام ہیثمی مجمع الزوائد (۱۰/۴۱۱) میں فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ کی سند صحیح ہے۔

کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کے رنگ کی طرح ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کے لئے حور عین میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی ستر جوڑے زیب تن کئے ہوگی' اس کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت اور کپڑوں کے پیچھے سے اسی طرح نظر آئے گا جس طرح سفید شیشی میں سرخ شراب نظر آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ریشم لایا گیا تو صحابۂ کرام اس کی نرمی اور ملائمت پر تعجب کرنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تعجبون من هذه؟ لمناديل سعد بن معاذ في الجنة أحسن من هذا“(۱)۔

تم لوگ اس معمولی ریشم کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہو' جنت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے کہیں بہتر ہے۔

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۳۲۴۹) وصحیح مسلم، ۴/۱۹۱۶، حدیث (۲۴۶۸، ۲۴۶۹)۔

۲-جہنمیوں کالباس:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اوراسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جہنمیوں - اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے - کالباس بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

اللہ عزوجل کاارشاد ہے:

﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم فالذين كفروا قطعت لهم ثياب من نار يصب من فوق رء وسهم الحميم، يصهر به ما في بطونهم والجلود﴾(۱)۔

یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لئے تو آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے'اوران کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اورکھالیں گلادی جائیں گی۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وترى المجرمين يومئذ مقرنين في الأصفاد، سرابيلهم من قطران وتغشى وجوههم النار﴾(۱)۔

(۱) سورۃ الحج:۱۹،۲۰۔

آپ اس دن گناہ گاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے۔ان کے لباس گندھک کے ہوں گےاوران کے چہروں کوآگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔

﴿قطعت لهم ثياب من نار﴾ کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کپڑے کےطور پرجہنم کی آگ کےٹکڑے دیئے جائیں گے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''وہ تانبے کالباس ہوگا جو تپائے جانے پرسب سے زیادہ گرم ہوتا ہے۔

﴿يصب من فوق رؤوسهم الحميم﴾

حمیم: حددرجہ گرم اورکھولتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''یہ پگھلایا ہوا تانبا ہوگا جوان کے پیٹ کی چربی اورآنتوں کو پگھلا دے گا،اوران کی کھالیں پگھل کرگرنے

(۱) سورۃ ابراہیم:۴۹،۵۰۔

لگیں گی''(۱)۔

﴿مقرنین في الأصفاد﴾ یعنی باہم بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے‘ان میں سے ہم شکل وہم صفت لوگوں کو اکٹھا کیا گیا ہوگا(۲)۔

سرابیلھم: یعنی ان کے کپڑے جنھیں وہ پہنیں گے گرم پگھلے ہوئے تانبے کے ہوں گے‘ **قطران**: اس مادے کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کی طلائی کی جاتی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''قطران: پگھلے ہوئے گرم تانبے کو کہتے ہیں''(۳)۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''أربع في أمتي من أمر الجاهلية، لايتركونهن: الفخر بالأحساب، والطعن في الأنساب، والاستسقاء

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر،۳/۲۱۳،۴/۴۲، ۴۶۵،وتفسیر البغوی،۴/۶۷، ۴۳۸۔

(۲) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر،۲/۵۴۵۔

(۳) دیکھئے: مصدر سابق،۲/۵۴۶۔

بالنجوم والنياحة، وقال: والنائحة إذا لم تتب تقام يوم القيامة وعليها سربال من قطران ودرع من جرب''(۱)۔

میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کی ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑ سکتے: حسب اورخاندانی شرافت پرفخر،نسب میں طعنہ زنی،ستاروں سے بارش کی طلب اورنوحہ خوانی، نیز آپ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگرتوبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر پگھلے تانبے کی قمیص اور خارش کا پوشاک ہوگا۔

(۱) صحیح مسلم،۲/۶۴۴،حدیث(۹۳۴)۔

پندرھواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کے بستر:

۱-جنتیوں-اللہ ہمیں انہی میں سے بنائے-کے بستر:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿متكئين على فرش بطائنها من إستبرق وجنى الجنتين دان﴾(۱)۔

جنتی ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے، اور ان دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب قریب ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وفرش مرفوعة﴾(۲)۔

(۱) سورۃ الرحمٰن:۵۴۔

(۲) سورۃ الواقعہ:۳۴۔

اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿متكئين على رفرف خضر وعبقري حسان﴾(۱)۔

سبز مسندوں اور عمدہ فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فيها سرر مرفوعة، وأكواب موضوعة، ونمارق مصفوفة، وزرابي مبثوثة﴾(۲)۔

اس (جنت) میں اونچے اونچے تخت ہوں گے۔ اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے۔ اور ایک قطار میں لگے ہوئے تکیے ہوں گے۔ اور مخملی مسندیں پھیلی پڑی ہوں گی۔

نمارق: کے معنیٰ تکیے کے ہیں (۳)۔

(۱) سورۃ الرحمٰن:۷۶۔

(۲) سورۃ الغاشیہ:۱۳ تا ۱۶۔

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴/۵۰۴، حادی الارواح لابن القیم، ص ۲۲۰۔

عبقری: ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنیٰ فرش اور بستر کے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ جو بھی بستر ہوں گے عبقری (عمدہ) ہوں گے، اور عبقری ہر اس چیز کا نام یا وصف ہے جس کی خوبی میں مبالغہ کرنا مقصود ہو(۱)۔

زرابی: گدے، غالیچے اور بسترے کو کہتے ہیں۔

رفرف: کہا گیا ہے کہ اس کے معنیٰ تکیے کے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بیڈ شیٹ ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنیٰ بسترے کے جھالر کے ہیں(۲)۔

۲-جہنمیوں کے اوڑھنے اور بچھونے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الذين كذبوا بآياتنا واستكبروا عنها لا تفتح لهم أبواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط وكذلك نجزي المجرمين، لهم من

(۱) حادی الارواح لابن القیم، ص۲۲۱، تفسیر ابن کثیر، ۴/۲۸۱۔

(۲) حادی الارواح لابن القیم، ص۲۲۰، تفسیر ابن کثیر، ۴/۲۸۱۔

جهنم مهاد ومن فوقهم غواش وكذالك نجزي الظالمين﴾(۱)۔

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ جنت میں بھی نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے، اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے جہنم کی آگ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا، اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل ذلك يخوف الله به عباده يا عباد فاتقون﴾(۲)۔

ان کے اوپر سے بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے

(۱) سورۃ الاعراف: ۴۰، ۴۱۔

(۲) سورۃ الزمر: ۱۶۔

سے بھی سائبان ہوں گے، یہی عذاب ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے' اے میرے بندو! لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہو۔

﴿لهم من جهنم مهاد﴾ یعنی جہنم کی آگ کے بچھونے (۱)۔

﴿و من فوقهم غواش﴾ یعنی آگ ہی کے اوڑھنے (۲)۔

﴿لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل﴾ (یعنی عظیم بادل کی طرح عذاب کے ٹکڑے' آگ کے طبق' دھواں' شعلے اور ان کے اوپر اور نیچے سے گرم آگ ہوگی (۳)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۲/۲۱۵، تفسیر البغوی، ۲/۱۶۰۔
(۲) دیکھئے: سابقہ دونوں مصادر، ۲/۲۱۵، ۲/۱۶۰۔
(۳) تفسیر البغوی، ۴/۷۴، ایسر التفاسیر للجزائری، ۴/۴۴، تیسیر الکریم الرحمٰن للسعدی، ۶/۴۵۷۔

سولہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا کھانا:

۱- جنتیوں کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ادخلوا الجنة أنتم وأزواجكم تحبرون، يطاف عيهم بصحاف من ذهب وأكواب وفيها ما تشتهيه الأنفس وتلذ الأعين وأنتم فيها خالدون، وتلك الجنة التي أورثتموها بما كنتم تعملون، لكم فيها فاكهة كثيرة منها تأكلون﴾ (۱)۔

تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش جنت میں چلے جاؤ۔ ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیوں اور سونے کے گلاسوں کا دور

(۱) سورۃ الزخرف: ۷۰ تا ۷۳۔

چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں' سب وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث بنائے گئے ہو۔ یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إن المتقين في جنات ونعيم ، فاكهين بما آتاهم ربهم ووقاهم ربهم عذاب الجحيم، كلوا واشربوا هنيئاً بما كنتم تعملون، متكئين على سرر مصفوفة وزوجناهم بحور عين، والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم وما ألتناهم من عملهم من شيء كل امرئ بما كسب رهين، وأمددناهم بفاكهة ولحم مما يشتهون يتنازعون فيها كأساً لا لغو فيها ولا تأثيم﴾(۱)۔

(۱) سورۃ الطّور: ۱۷ تا ۲۳۔

یقیناً پرہیزگار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہیں۔ جو انہیں ان کے رب نے دے رکھی ہے اس پر خوش خوش ہیں، اور ان کے پروردگار نے انہیں جہنم کے عذاب سے بھی بچا لیا ہے۔ تم مزے سے کھاتے پیتے رہو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔ برابر بچھے ہوئے شاندار تکیے لگائے ہوئے، اور ہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں) سے کردیئے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے اپنے عمل کا گروی ہے۔ ہم ان کے لئے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کردیں گے۔ (خوش طبعی کے ساتھ) ایک دوسرے سے جام کی چھینا جھپٹی کریں گے، جس شراب کے سرور میں تو بے ہودہ گوئی ہوگی نہ گناہ۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وفاكهة مما يتخيرون، ولحم طير

مما يشتهون﴾(١)۔

اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں۔اور پرندوں کے گوشت جوانہیں مرغوب ہوں۔

مزید ارشاد ہے:

﴿يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية، فأما من أوتي كتابه بيمينه فيقول هاؤم اقرأوا كتابيه، إني ظننت أني ملاق حسابيه، فهو في عيشة راضية، في جنة عالية، قطوفها دانية، كلوا واشربوا هنيئاً بما أسلفتم في الأيام الخالية﴾(٢)۔

اس دن تم سب سامنے پیش کئے جاؤ گے،تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔مجھے تو کامل

(١)سورۃ الواقعہ:٢٠،٢١۔

(٢)سورۃ الحاقۃ:١٨،٢٤۔

یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔بلند وبالا جنت میں۔جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔(ان سے کہا جائے گا کہ) مزے سے کھاؤ اور پیو،اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانہ میں کئے۔

٢-جہنمیوں کا کھانا:

(الف)زقوم کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثم إنكم أيها الضالون المكذبون، لآكلون من شجر من زقوم، فمالئون منها البطون، فشاربون عليه من الحميم، فشاربون شرب الهيم، هذا نزلهم يوم الدين﴾(١)۔

پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔یقیناً تھوہڑ کا درخت کھانے والے ہو۔اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو۔پھر اس پر گرم کھولتا پانی

(١)سورۃ الواقعہ:٥١تا٥٦۔

پینے والے ہو۔ پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح۔ یہی قیامت کے دن ان کی مہمانی ہے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن شجرة الزقوم، طعام الأثيم، كالمهل يغلي في البطون، كغلي الحميم﴾(۱)۔

بیشک زقوم (تھوہڑ) کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے۔

زقوم: یہ ایک گھناؤنے مزے کا بدبودار درخت ہے جس کے کھانے پر جہنمیوں کو مجبور کیا جائے گا، چنانچہ وہ اسے انتہائی کراہت سے نگلیں گے، اسی لفظ سے اہل عرب کہتے ہیں: "... **تزقم الطعام**" یعنی (فلاں) نے انتہائی پریشانی، ناپسندیدگی اور کراہت سے کھانا حلق سے نیچے اتارا(۲)۔

---

(۱) سورۃ الدخان: ۴۳ تا ۴۶۔

(۲) تفسیر البغوی، ۴/۱۵۴۔

طعام الأثيم: یعنی بدکار گنہ گار کا کھانا(۱)۔

﴿كالمهل يغلي في البطون﴾ یعنی تیل کے تلچھٹ کی طرح جو سخت گرم کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا(۲)۔

(ب) غسلین کا کھانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فليس له اليوم ههنا حميم، ولا طعام إلا من غسلين، لا يأكله إلا الخاطئون﴾(۳)۔

پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔ اور نہ سوائے غسلین کے اس کی کوئی غذا ہے۔ جسے گنہ گاروں کے سوا کوئی نہ کھائے گا۔

غسلین: جہنمیوں کے جسموں کے دھوون (خون، پیپ اور بدبودار پانی وغیرہ) کو کہتے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ جہنمیوں کا پیپ ہے گویا کہ ان

---

(۱) تفسیر البغوی، ۴/۱۴۶، ۱۵۶۔

(۲) مصدر سابق ۴/۱۵۴، تفسیر ابن کثیر، ۴/۱۴۶۔

(۳) سورۃ الحاقۃ: ۳۵ تا ۳۷۔

کے زخموں کا دھوون ہو، نیز کہا گیا ہے کہ (غسلین) جہنمیوں کے گوشت سے بہنے والے پانی اور خون کو کہتے ہیں (۱)۔

(ج) طعام ذاغصۃ (اٹکنے والا کھانا):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن لدينا أنكالاً وجحيماً، وطعاماً ذا غصةٍ وعذاباً أليماً﴾ (۲)۔

یقیناً ہمارے یہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے۔ اور حلق میں اٹکنے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

ذاغصۃ (اٹکنے والا): یعنی وہ کھانا حلق میں جا کر اس طرح پھنس جائے گا کہ نہ اندر جائے گا نہ باہر نکلے گا، اور کہا گیا ہے کہ یہ زقوم (بدبودار درخت) اور ضریع (خاردار درخت) ہوگا (۳)۔

(۱) غریب القرآن للاصفہانی، ص ۳۶۱، تفسیر البغوی، ۴/ ۳۹۰، تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۱۷۔

(۲) سورۃ المزمل: ۱۲، ۱۳۔

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۳۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۱۰۔

(د) طعام الضریع (کانٹے دار درخت کا کھانا):

ارشاد باری ہے:

﴿ليس لهم طعام إلا من ضريع، لا يسمن ولا يغني من جوع﴾ (۱)۔

ان کے لئے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔ جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔

ضریع: کہا گیا ہے کہ ضریع ایک کانٹے دار پودا ہے جسے قریش والے ''شبرق'' کہتے تھے، اور جب یہ خشک ہو جاتا ہے تو اسے ضریع کہا جاتا ہے، یہ انتہائی گندہ، بدبودار اور گھناؤنا کھانا ہوگا (۲)۔

(۱) سورۃ الغاشیہ: ۶، ۷۔

(۲) دیکھئے: غریب القرآن للاصفہانی، ص ۲۹۰، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۷۸۔

سترہواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کا پینا:

۱- جنتیوں کا پینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إن الأبرار يشربون من كأس كان مزاجها كافوراً، عيناً يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيراً﴾ (۱)۔

بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے جس کی آمیزش کافور کی ہے۔
جو ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے، اسے جہاں چاہیں گے موڑ لیں گے۔

فرمان باری: ﴿يشربون من كأس كان مزاجها كافوراً﴾

(۱) سورۃ الانسان (دہر): ۵، ۶۔

کا مفہوم یہ ہے کہ جنتی ایک ایسے آبخورے کا جام نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

اور یہ چیز معلوم ہے کہ کافور میں نہایت پاکیزہ خوشبو اور ٹھنڈک ہوتی ہے، ساتھ ساتھ اس پر جنت کی لذت دوبالا ہوگی (۱)۔

اور کہا گیا ہے کہ اس میں کافور کی آمیزش اور مشک کی مہر ہوگی (۲)۔

﴿يفجرونها تفجيراً﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے اپنے محلوں اور نشست گاہوں میں جہاں چاہیں گے لے جائیں گے اور حسب منشا اس میں تصرف کریں گے (۳)۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ويطاف عليهم بآنية من فضة وأكواب كانت قواريراً، قوارير من فضة قدروها تقديراً، ويسقون

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۵۵۔
(۲) تفسیر البغوی، ۴/ ۴۲۷۔
(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۵۵، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۲۸۔

فيها كأسا كان مزاجها زنجبيلاً، عيناً فيها تسمى سلسبيلا﴾(۱)۔

اوران پر چاندی کے برتنوں اوران جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازہ سے ناپ رکھا ہوگا۔ انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی۔ جنت کی ایک نہر سے جس کا نام سلسبیل ہے۔

﴿ويسقون فيها كأساً﴾ یعنی ان پیالوں میں وہ زنجبیل (سونٹھ، خشک ادرک) کی آمیزش والی شراب نوش کریں گے، چنانچہ کبھی ان کی شراب میں کافور کی آمیزش ہوگی جو ٹھنڈا ہوگا اور کبھی زنجبیل (ادرک) کی آمیزش ہوگی جو کہ گرم ہوگا۔

﴿عيناً فيها تسمى سلسبيلا﴾ سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے جو ان کے تابع ہوگا وہ اسے حسب منشا جہاں چاہیں گے لے

(۱) سورۃ الانسان (دہر): ۱۵ تا ۱۸۔

جائیں گے(۱)۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿يسقون من رحيـــــق مختوم، ختامه مسک وفي ذلک فليتنافس المتنافسون، ومزاجه من تسنيم، عيناً يشرب بها المقربون﴾(۲)۔

یہ لوگ سربمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔ جس پر مشک کی مہر ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیئے۔ اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی۔ یعنی وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ ہی پئیں گے۔

الرحیق: یعنی وہ جنت کی ایک شراب نوش کریں گے، رحیق: ایک جنتی شراب کا نام ہے۔ "ختامه مسک" کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس میں مشک کی آمیزش ہوگی۔ "ختامه" کا معنیٰ یہ ہے کہ اس شراب کا آخری مزہ اور

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۵۷، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۳۲۔

(۲) سورۃ المطففین: ۲۵ تا ۲۸۔

انجام مشک ہوگا، اور کہا گیا ہے کہ ''ختام'' چاندی کے مثل ایک سفید شراب ہوگی جسے جنتی سب سے اخیر میں نوش کریں گے(۱)۔

﴿ومزاجه من تسنيم﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اس ''رحیق'' میں ''تسنیم'' کی آمیزش ہوگی یعنی ایک ایسی شراب کی آمیزش ہوگی جسے ''تسنیم'' کہا جاتا ہے، جو کہ جنتیوں میں سب سے عمدہ، افضل اور اعلیٰ قسم کی شراب ہوگی، اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا﴿عيناً يشرب بها المقربون﴾ یعنی ''مقربین'' (سب سے بلند مقام جنتی) خالص تسنیم نوش کریں گے، جبکہ ''اصحاب الیمین'' (دوسرے بلند مرتبہ کے جنتیوں) کی شراب میں تسنیم کی محض آمیزش ہوگی (۲)۔

جنت کی نہریں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مثل الجنة التي وعد المتقون فيها أنهار من ماء غير

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۸۷، ۴۸۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۶۱۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۸۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۶۲۔

آسن وأنهار من لبن لم يتغير طعمه وأنهار من خمر لذة للشاربين وأنهار من عسل مصفى ولهم فيها من كل الثمرات ومغفرة من ربهم﴾(۱)۔

اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں، اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔

﴿ماء غير آسن﴾ یعنی ایسا پانی جس کی لذت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہوگی (۲)۔

اور نہر (حوض) کوثر جو نبی کریم ﷺ کو عطا کی جائے گی (اس سلسلہ

(۱) سورۃ محمد: ۱۵۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۱۷۷، تفسیر البغوی، ۴/ ۱۸۱۔

میں) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حوضي مسيرة شهر، ماؤه أبيض من اللبن، وريحه أطيب من المسک، وكيزانه كنجوم السماء، فمن شرب منه فلا يظمأ أبداً"(۱)۔

میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کے برابر (بڑا) ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے آبخورے (پیالے) آسمان کے تاروں کے برابر ہیں، جو اس میں سے (ایک مرتبہ) نوش کر لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اس (حوض نبوی) کی لمبائی و چوڑائی دونوں برابر ہوگی، یعنی اس کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت اور اسی طرح اس کی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۱/۴۶۳، حدیث (۶۵۷۹)، صحیح مسلم، ۴/۱۷۹۳، حدیث (۲۲۹۲)۔

کے برابر ہوگی (۱)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو آسمان کی معراج ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"أتيت على نهر حافتاه قباب اللؤلؤ مجوف فقلت: ماهذا يا جبريل؟ قال: هذا الكوثر"(۲)

میں ایک نہر کے پاس آیا جس کے دونوں کنارے جوف دار موتی کے قبے تھے، تو میں نے کہا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ (حوض) کوثر ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"بينما أنا أسير في الجنة إذا أنا بنهر حافتاه قباب الدر المجوف، قلت: ما هذا ياجبريل؟ فقال: هذا الكوثر الذي أعطاک ربک، فإذا طينه أو طيبه مسک

(۱) دیکھئے: شرح العقیدۃ الواسطیہ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ، ازمولف کتاب ہذا، ص ۶۴۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث (۴۹۶۴)۔

أذفـــر‘‘(۱)۔

میں جنت میں سیر کررہا تھا کہ یکا یک ایک ایسی نہر کے پاس آیا جس کے دونوں کنارے جوف دار موتی کے قبے تھے، تو میں نے کہا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ وہ حوض کوثر جسے آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی یا اس کی خوشبو پھوٹتا ہوا (تیز خوشبو والا) مشک تھا۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إنا أعطيناک الکوثر، فصل لربک وانحر، إن شانئک هو الأبتر﴾(۲)۔

یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث (۶۵۸۱)۔

(۲) سورۃ الکوثر: ۱تا۳۔

نیز آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

’’ليردن علي أناس من أصحابي الحوض‘‘۔

میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ میرے پاس میرے حوض پر آئیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے:

’’أقوامٌ أعرفهم ويعرفونني، ثم يحال بيني وبينهم، فأقول: إنهم مني، فيقال: إنک لا تدري ما أحدثوا بعدک، فأقول: سحقاً سحقاً لمن غير بعدي‘‘(۱)۔

میرے پاس کچھ لوگ ایسے آئیں گے جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی، تو میں کہوں گا: یہ میرے امتی ہیں، تو کہا جائے گا: آپ (ﷺ) نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ۷/۲۶۲تا۲۶۶، حدیث (۶۵۸۳)، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض النبی ﷺ وصفاته، ۴/۱۷۹۲تا۱۸۰۲۔

بعد کون کون سی بدعتیں ایجاد کر لی تھیں‘‘ تو میں کہوں گا: ایسے لوگوں کو مجھ سے دور ہٹاؤ جنھوں نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلیاں کر لی تھیں۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: ’’سحقاً‘‘ کے معنیٰ دوری کے ہیں۔

۲-جہنمیوں کا پینا: (اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے)

(الف) الحمیم:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وسقوا ماء حميما فقطع أمعاء هم﴾(۱)۔

انہیں (جہنمیوں کو) انتہائی گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

حمیـــم: یعنی نا قابل برداشت سخت گرم پانی ہوگا، جو ان کے پیٹ کی آنتوں اور اس میں جو کچھ ہوگا تمام چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا (۲)۔

(۱) سورۃ محمد: ۱۵۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۱۶۷، زیر نظر کتاب کا ص: (۱۴۹) ملاحظہ کریں۔

ارشاد باری ہے:

﴿يصب من فوق رء وسهم الحميم، يصهر به ما في بطونهم والجلود﴾(۱)۔

ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔

(ب) صدید: (جہنمیوں کا خون اور پیپ)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿واستفتحوا وخاب كل جبار عنيد، من ورائه جهنم ويسقى من ماء صديد، يتجرعه ولا يكاد يسيغه ويأتيه الموت من كل مكان وما هو بميت ومن ورائه عذاب غليظ﴾(۲)۔

اور انھوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد

(۱) سورۃ الحج: ۱۹، ۲۰۔

(۲) سورۃ ابراہیم: ۱۵ تا ۱۷۔

ہوگئے۔ اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پائے گا پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکے گا اور اسے ہر جگہ سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مرنے والا نہیں' پھر اس کے پیچھے بھی سخت عذاب ہے۔

صدید: کہا گیا ہے کہ کافروں کے جسم اور پیٹ سے نکل کر بہنے والے خون اور پیپ کو صدید کہا جاتا ہے(۱)۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كل مسكر حرام، إن على الله عز وجل عهداً لمن شرب المسكر أن يسقيه من طينة الخبال" قالوا: يارسول الله ! وما طينة الخبال؟ قال:"عرق أهل النار أو عصارة أهل النار"(۲)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۲/۵۳۷، تفسیر البغوی، ۳/۲۹۔

(۲) صحیح مسلم، حدیث (۲۰۰۲) نیز اس موضوع کی دیگر احادیث صحیح سنن ترمذی (۲/۱۶۹) اور صحیح سنن ابی داود (۲/۷۰۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہر نشہ آور چیز حرام ہے، نشہ آور چیز نوش کرنے والے پر اللہ عزوجل کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اسے "**طينة الخبال**" پلائے گا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! "**طينة الخبال**" کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ یا جہنمیوں کا نچوڑ (دھوون)۔

(ج) تلچھٹ کی طرح پانی:

مهل: تیل کے تلچھٹ کو کہتے ہیں(۱)، یہ گاڑھا' سیاہ' گرم اور بدبودار پانی ہوگا جب کافر اسے پینا چاہے گا اور اسے اپنے منہ سے قریب لائے گا تو اس سے اس کا چہرہ جھلس جائے گا، اور اس کی کھال اسی پانی میں گر جائے گی(۲)۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إنا أعتدنا للظالمين ناراً أحاط بهم سرادقها وإن يستغيثوا يغاثوا بماء كالمهل يشوي الوجوه بئس

(۱) مفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص ۴۶۷۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۳/۸۲، ۴/۴۲۱۔

الشراب وساء ت مرتفقاً﴾(۱)۔

ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کررکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی، اگر وہ فریادرسی چاہیں گے تو ان کی فریادرسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے کو جھلسا دے گا بڑا ہی برا پانی ہےاور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے۔

(د) غساق (انتہائی سرد چیز):

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لايذوقون فيها برداً ولا شراباً، إلا حميماً وغساقاً، جزاء وفاقاً، إنهم كانوا لا يرجون حساباً، وكذبوا بآياتنا كذاباً، وكل شيء أحصيناه كتاباً، فذوقوا فلن نزيدكم إلا عذاباً﴾(۲)۔

نہ کبھی خنکی کا مزہ لیں گے، نہ پانی کا۔سوائے گرم پانی اور شدید سرد

(۱) سورۃ الکہف:۲۹۔

(۲) سورۃ النبأ: ۲۵ تا ۳۰۔

بہتی پیپ کے۔ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی۔اور بے باکی سے ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے۔ ہم نے ہر ایک چیز کو لکھ کر شمار کر رکھا ہے۔اب تم (اپنے کئے کا) مزہ چکھو، ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔

غساق: نا قابل برداشت سرد چیز کو کہتے ہیں، چنانچہ جس طرح جہنم اپنی گرمی سے جلا دے گی اسی طرح ''غساق'' کی سردی سے بھی جل جائیں گے، یہ زمہریر (انتہائی سرد چیز) ہوگی، یعنی جہنمیوں کے خون و پیپ، پسینہ، زخم اور آنسو کا جمع ہونے والا سرد اور بدبودار مواد ہوگا(۱)۔

(ھ) عین آنیۃ (کھولتے چشمہ کا پانی):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وجوه يومئذٍ خاشعة، عاملة ناصبة، تصلى ناراً حامية تسقى من عين آنية﴾(۲)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر،۴/۴۶۵،۴۲، تفسیر البغوی،۴/ ۶۷، ۴۳۸۔

(۲) سورۃ الغاشیہ:۲ تا ۵۔

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔ اور محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا۔

آنیۃ: کے معنیٰ حد درجہ گرم اور جوش مارنے والے کے ہیں (۱)۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يطوفون بينها وبين حميم آن﴾ (۲)۔

اس (جحیم) کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے۔

اہل عرب جب کوئی چیز اس حد تک گرم ہوجاتی تھی کہ کسی چیز کے اس سے زیادہ گرم ہونے کا تصور ہی نہ ہو تو اسے "آن حره" کہتے تھے، یعنی انتہائی گرم ہوگیا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/۵۰۳، تفسیر البغوی، ۴/۴۷۸۔

(۲) سورۃ الرحمٰن: ۴۴۔

(۳) التخویف من النار لابن رجب الحنبلی، ص ۱۵۰۔

اٹھارہواں مبحث:

جنتیوں کے محل اور جہنمیوں کی رہائش گاہیں:

۱- جنتیوں کے محل، خیمے اور بالا خانے:

(الف) بالا خانے، محلات اور پاکیزہ رہائش گاہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لكن الذين اتقوا ربهم لهم غرف من فوقها غرف مبنية تجري من تحتها الأنهار وعد الله لا يخلف الله الميعاد﴾ (۱)۔

ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں، (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

---

(۱) سورۃ الزمر: ۲۰۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل اپنے سعادت مند بندوں کے بارے میں خبر دے رہا ہے کہ ان کے لئے جنت میں بالا خانے یعنی عالی شان محل ہوں گے، جن کے اوپر بھی محل بنے ہوں گے' جو منزل بر منزل' عالی شان' مزین و آراستہ اور پائیدار بنے ہوں گے'' (۱)۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إن في الجنة غرفاً يرى ظاهرها من باطنها، وباطنها من ظاهرها، أعدها الله تعالى لمن أطعم الطعام، وألان الكلام، وتابع الصيام، و أفشى السلام، وصلى بالليل والناس نيام'' (۲)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/۵۰۔

(۲) مسند احمد، ۵/۳۴۳، وابن حبان (موارد الظمآن میں) حدیث (۶۴۱)، وشعب الایمان للبیہقی، سنن ترمذی بروایت علی رضی اللہ عنہ، حدیث (۲۶۶۰)، مسند احمد بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ۲/۱۷۳، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی (۲/۳۱۱) اور صحیح الجامع (۲/۲۲۰، حدیث/ ۲۱۱۹) میں حسن قرار دیا ہے۔

جنت میں ایسے محل ہوں گے جن کا بیرونی حصہ اندرونی حصہ سے اور اندرونی حصہ بیرونی حصہ سے نظر آئے گا، انہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، جو کھانا کھلاتے ہیں' گفتگو میں نرمی برتتے ہیں' مسلسل روزے رکھتے ہیں، سلام عام کرتے ہیں اور جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوتے ہیں تو وہ رات میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بينما أنا نائم رأيتني في الجنة' فإذا امرأة تتوضأ إلى جانب قصر، فقلت: لمن هذا القصر؟ فقالوا: لعمر بن الخطاب، فذكرت غيرتک فوليت مدبراً'' فبكى عمر وقال: أعليک أغار يا رسول الله'' (۱)۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/ ۳۱۸، حدیث (۳۲۴۲)، صحیح مسلم، ۴/۱۸۶۳، حدیث (۲۳۹۴، ۲۳۹۵)، ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' کیا آپ کے خلاف بھی مجھے غیرت آسکتی ہے، صحیح مسلم، حدیث (۲۳۹۵)۔

میں سویا ہوا تھا کہ (اتنے میں) خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں ہوں اور ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی ہے، تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی اور میں پلٹ کر واپس ہو گیا (یعنی اس میں داخل نہ ہوا)، (یہ سن کر) عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کے خلاف بھی مجھے غیرت آ سکتی ہے؟

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دخلت الجنة فإذا أنا بقصر من ذهبٍ، فقلت: لمن هذا؟ فقالوا: لرجل من قريش، فما منعني أن أدخله يا ابن الخطاب إلا ما أعلمه من غيرتك". قال: وعليك أغار يا رسول الله"(۱)۔

میں جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سونے کا محل ہے،

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۲/ ۴۱۵، حدیث (۷۰۲۴)۔

تو میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: قبیلۂ قریش کے ایک شخص کا، تو اے خطاب کے بیٹے (عمر)! مجھے اس محل میں داخل ہونے سے صرف یہی چیز مانع ہوئی کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا، (یہ سن کر) انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے خلاف بھی میں غیرت کر سکتا ہوں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"يا رسول الله! هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إدام أو طعام او شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها ومني، وبشرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب"(۱)۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آپ کی طرف

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۷/ ۱۳۴، حدیث (۳۸۲۰)، صحیح مسلم، ۴/ ۱۸۸۷، حدیث (۲۴۳۲)۔

آ رہی ہیں' ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں کوئی سالن یا کھانا یا پینے کی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام عرض کریں نیز انہیں جنت میں موتیوں کے ایک ایسے گھر (محل) کی خوشخبری سنا دیں جس میں نہ کسی قسم کا شور وشغب ہوگا اور نہ کوئی تکلیف۔

حدیث میں ''من قصب'' کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ جوف دار موتی کا بلند وبالا محل کے مثل وسیع گھر ہوگا، اور کہا گیا ہے کہ وہ گھر چھوٹے بڑے موتیوں اور یاقوت سے مرصع کئے گئے ستونوں کا ہوگا (۱)۔

نیز اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

﴿تبارک الذي إن شاء جعل لک خیراً من ذلک جنات تجري من تحتها الأنهار ويجعل لک قصوراً﴾ (۲)۔

اللہ تعالیٰ تو ایسا بابرکت ہے کہ اگر چاہے تو آپ کو بہت سے ایسے

(۱) فتح الباری، ۷/ ۱۳۸۔

(۲) سورۃ الفرقان: ۱۰۔

باغات عنایت فرمادے جو ان کے کہے ہوئے باغ سے بہتر ہی ہوں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہوں اور آپ کو بہت سے محل بھی عطا کردے۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''في الجنة خيمة من لؤلؤة مجوفة عرضها ستون ميلاً، في كل زاوية منها أهل ما يرون الآخرين، يطوف عليهم المؤمن''. وفي رواية لمسلم: ''إن للمؤمن في الجنة لخيمةً من لؤلؤة واحدة مجوفة طولها في السماء ستون ميلا'' (۱)۔

جنت میں جوف دار موتیوں کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی، اس کے ہر گوشہ میں ایک بیوی ہوگی جسے دوسرے نہ

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۸/ ۶۲۴ و ۶/ ۳۱۸، حدیث (۳۲۴۳)، وصحیح مسلم، ۴/ ۲۱۸۲، حدیث (۲۸۳۸)۔

دیکھ سکیں گے، مومن ان پر چکر لگائے گا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

بیشک مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی لمبائی آسمان میں ساٹھ میل ہوگی۔

(مذکورہ بالا) دونوں روایتوں میں اس خیمہ کی لمبائی اور چوڑائی کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اس کی چوڑائی زمین کی پیمائش میں ساٹھ میل ہوگی اور لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی، چنانچہ اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہوگی (۱)۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"من بنى لله مسجداً بنى الله له بيتاً في الجنة" (۲)۔

جو اللہ کے لئے ایک مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں

(۱) صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/۱۷۵۔

(۲) صحیح مسلم (باللفظ)، ۱/۳۷۸، حدیث (۵۳۳) وصحیح بخاری مع فتح الباری، ۱/۵۴۴۔

ایک گھر بنائے گا۔

نیز جو شخص اپنی اولاد کی موت کے وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہتا ہے اور اللہ کی حمد وثنا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے:

"ابنوا لعبدي بيتاً في الجنة وسموه بيت الحمد" (۱)۔

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام "بیت الحمد" (تعریف کا گھر) رکھ دو۔

(نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مامن مسلم يصلي لله كل يومٍ ثنتي عشرة ركعة تطوعاً غير فريضة إلا بنى الله له بيتاً في الجنة، أو إلا بني له بيت في الجنة" (۲)۔

(۱) سنن ترمذی بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی (۱/۲۹۹) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (حدیث/۱۴۰۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم، ۱/۵۰۳، حدیث (۷۲۸)۔

جو بھی مسلمان ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں (سنتیں) اللہ کے لئے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا تا ہے، یا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر فرمائی ہے کہ یہ سنن رواتب (یعنی فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں) ہیں۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿یا أیها الذین آمنوا هل أدلكم علی تجارة تنجیكم من عذاب ألیم، تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون في سبیل الله بأموالكم وأنفسكم ذلكم خیر لكم إن كنتم تعملون، یغفر لكم ذنوبكم ویدخلكم جنت تجري من تحتها الأنهار ومساكن طیبة في جنت عدن ذلك الفوز العظیم﴾(۱)۔

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلادوں جو تمہیں

(۱) سورۃ الصّف: ۱۰ تا ۱۲۔

دردناک عذاب سے بچالے؟۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو ہمیشگی کے باغات میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ طویل حدیث کہ جب وہ اللہ کے رسول ﷺ سے جدا ہوں گے تو ان کے دل میں بہت رنج ہوگا اور اسی میں ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے تعمیر و بناء کے سلسلہ میں بھی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

"لبنة من فضة ولبنة من ذهب، وملاطها المسك الأذفر(۱)،

(۱) "ملاط" اس گارے کو کہتے ہیں جس سے دیوار جوڑی جاتی ہے، حدیث میں آیا ہے: "ان الابل یمالطها الأجرب" یعنی اونٹ کو خارش کی بیماری لگ جاتی ہے، دیکھئے: النهایہ فی غریب الحدیث، ۴/ ۳۵۷۔

وحصباؤها اللؤلؤ والياقوت، وترابها الزعفران، من يدخلها ينعم ولا يبأس، ويخلد ولايموت، لا تبلى ثيابهم، ولا يفنى شبابهم". ثم قال:" ثلاثة لا ترد دعوتهم: الإمام العادل، والصائم حين يفطر، ودعوة المظلوم يرفعها فوق الغمام، ويفتح لها أبواب السماء، و يقول الرب تبارك وتعالى: وعزتي لأنصرنك ولوبعد حين"(۱)۔

ایک اینٹ چاندی کی ہوگی اور ایک اینٹ سونے کی ہوگی، اور اس کا گارا تیز خوشبو والا مشک ہوگا، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہوں گی، اس کی مٹی زعفران ہوگی، جو اس میں داخل ہوگا داد عیش دے گا، محتاجگی دور دور بھی نہ پھٹکے گی، ہمیشہ ہمیش رہے گا کبھی موت نہ آئے گی، نہ ان کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی ان کی

(۱) سنن ترمذی، ۴/۶۷۲، حدیث (۲۵۲۶)، مسند احمد، ۲/۳۰۵، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی (۲/۳۱۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

جوانی ختم ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا: تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: انصاف پرور حاکم کی، روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ بدلیوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا گرچہ ایک مدت کے بعد۔

۲-جہنمیوں کی رہائش گاہیں، ان کی زنجیریں 'بیڑیاں اور آلات ضرب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿بل كذبو بالساعة وأعتدنا لمن كذب بالساعة سعيرا. إذا رأيتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا. وإذا ألقوا منها مكاناً ضيقاً مقرنين دعوا هنالك ثبوراً. لاتدعوا اليوم ثبوراً واحداً وادعوا ثبوراً كثيراً﴾(۱)۔

(۱) سورۃ الفرقان: ۱۱ تا ۱۴۔

بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا غصہ سے بھپرنا اور دہاڑنا سنیں گے۔ اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینکے جائیں گے تو وہاں اپنے لئے موت ہی موت پکاریں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

﴿مقرنين﴾ یعنی ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ کر طوق پہنا دیا گیا ہوگا(۱)۔

﴿دعوا هنالك ثبوراً﴾ یعنی وہ تباہی، حسرت، ہلاکت، ناکامی، خسارہ اور بربادی کو آواز دیں گے(۲)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) تفسیر ابن کثیر،۳/۳۱۲، تفسیر البغوی،۳/۳۶۲۔

(۲) دیکھئے: سابقہ دونوں مصادر،۳/۳۱۲، ۳/۳۶۲۔

﴿إذ الأغلال في أعناقهم والسلاسل يسحبون. في الحميم ثم في النار يسجرون﴾(۱)۔

جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔

﴿أغلال﴾ ''غل'' کی جمع ہے، ''غل'' اس لوہے کو کہتے ہیں جس سے قیدی کے ہاتھ کو اس کی گردن سے باندھا جاتا ہے (جسے عام لفظ میں طوق کہا جاتا ہے)، مفہوم یہ ہے کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوگا اور طوق میں بندھی زنجیریں عذاب کے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوں گی، وہ انہیں ان کے چہروں کے بل گھسیٹ کر کبھی جہنم میں اور کبھی کھولتے ہوئے پانی کی طرف لے جائیں گے(۲)۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ غافر (مومن):۷۱،۷۲۔

(۲) النھایۃ فی غریب الحدیث، لابن الاثیر۳/۳۸۰، تفسیر ابن کثیر،۴/۸۹۔

﴿خذوه فغلوه ثم الجحيم صلوه ثم في سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلكوه إنه كان لايؤمن بالله العظيم ولايحض على طعام المسكين فليس له اليوم ههنا حميم ولا طعام إلا من غسلين لايأكله إلا الخاطئون﴾(۱)۔

اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔ بیشک اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔ اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔ اسے گنہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إنا أعتدنا للكافرين سلاسل وأغلالاً وسعيراً﴾(۲)۔

یقیناً ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی

(۱) سورۃ الحاقۃ: ۳۰ تا ۳۷۔

(۲) سورۃ الانسان: ۴۔

آگ تیار کر رکھی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن لدينا أنكالاً وجحيماً﴾(۱)۔

یقیناً ہمارے یہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے۔

انکال: سے مراد وہ بڑی بڑی بیڑیاں ہیں جو ان سے کبھی جدا نہ ہوں گی، اور کہا گیا ہے کہ یہ لوہے کے طوق ہوں گے(۲)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم فالذين كفروا قطعت لهم ثياب من نار يصب من فوق رؤوسهم الحميم يصهر به ما في بطونهم والجلود ولهم مقامع من حديد كلما أرادوا أن يخرجوا منها من غم أعيدوا فيها وذوقوا عذاب الحريق﴾(۳)۔

(۱) سورۃ المزمل: ۱۲۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۳۸، تفسیر البغوی، ۴/ ۴۱۰۔

(۳) سورۃ الحج: ۱۹ تا ۲۲۔

یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں‘ پس کافروں کے لئے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔جس سے انکے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔اور ان کی سزا کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا) جلنے کا عذاب چکھو۔

المقامع: ”مقمع“ کی جمع ہے یہ وہ چیز ہے جس سے ضرب لگائی جاتی ہے اور کسی چیز کو پست کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے: ”قمعته فانقمع“ میں نے اسے پیٹا اور وہ پست ہوگیا (۱)، یہ دراصل لوہے کے کوڑے ہوں گے جس کی واحد ”مقمعة“ آتی ہے، اہل عرب جب کسی کے سر پر سخت قسم کی ضرب لگاتے ہیں تو کہتے ہیں ”قمعت رأسه“ میں نے اس کے سر پر کاری ضرب لگائی (۲)۔

(۱) مفردات غریب القرآن للاصفہانی، ص۶۸۴۔

(۲) تفسیر الامام بغوی، ۳/۲۸۱، تفسیر ابن کثیر، ۳/۲۱۳۔

انیسواں مبحث:

جنتیوں اور جہنمیوں کے جسموں کی قامت:

۱-جنتیوں کے جسموں کی قامت‘ ان کی عمریں اور طاقت وقوت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنتیوں کے وصف کے سلسلہ میں فرمایا:

”أزواجهم الحور العين على خَلْقِ رجل واحد على صورة أبيهم آدم ستون ذراعاً في السماء“(۱)۔

ان کی بیویاں حورعین ہوں گی (وہ سب کے سب) ایک ہی قد و قامت کے‘ اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت میں ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۶/۳۶۲، حدیث (۳۳۲۷) وصحیح مسلم، اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”يدخل أهل الجنة الجنة جُرْداً مُرْداً، مكحلين، أبناء ثلاثين أو ثلاث و ثلاثين سنة“(۱)۔

جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسموں پر بال (رونگٹے) نہ ہوں، چہرے پر ریش بھی نہ ہوگی اور سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے، ان کی عمر تیس یا تینتیس سال ہوگی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”يعطى المؤمن في الجنة قوة كذا وكذا من الجماع“ قيل: يا رسول الله! أو يطيق ذلك؟ قال: يعطى قوة مائة“(۲)۔

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۸۲۲۶) علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی (۳۱۳/۲، ۳۱۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) سنن ترمذی، حدیث (۲۶۷۲) علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی (۳۱۳/۲) میں حسن قرار دیا ہے۔

مومن کو جنت میں جماع (ہمبستری) کی اتنی اتنی قوت عطا کی جائے گی، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا اسے اس کی طاقت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے سو مردوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔

۲- جہنمیوں کے جسموں کی قامت، ان کے دانت اور ان کی جلدوں کی جسامت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ما بين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيامٍ للراكب المسرع“(۱)۔

کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کی تین روز کی مسافت ہوگی۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری ۴۱۵/۱۱، حدیث (۶۵۵۲)، وصحیح مسلم ۲۱۹۰/۴، حدیث (۲۸۵۲)۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ضرس الكافر أو ناب الكافرمثل أحدٍ، وغلظ جلده مسيرة ثلاثٍ" (۱)۔

کافر کے داڑھ کا دانت یا کافر کا (رباعی دانتوں کے بغل والا) دانت جبل احد کے مثل اور اس کی کھال کی جسامت (موٹائی) تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن الـــــذين كفرو بآياتنا سوف نصليهم ناراً كلما نضجت جـــــلودهم بدلناهم جلوداً غيرها ليذوقوا العذاب﴾(۲)۔

بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا کفر کیا' انہیں ہم یقیناً آگ میں ڈال دیں گے جب ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے

(۱) صحیح مسلم،۴/۲۱۸۹، حدیث (۲۸۵۱)۔

(۲) سورۃ النساء:۵۶۔

علاوہ اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون﴾(۱)۔

ان کے چہروں کو آگ جھلستی رہے گی اور وہ وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے۔

یعنی ان کے دانت ظاہر ہوگئے ہوں گے جس طرح پکا ہوا یا آگ سے جلا کر بالوں وغیرہ کو ختم کیا گیا سر اینٹھ جاتا ہے، اسی طرح ان کے دانت ظاہر ہوگئے ہوں گے اور ہونٹ سکڑ گئے ہوں گے (۲)۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يوم تقلب وجوههم في النار يقولون ياليتنا أطعنا الله وأطعنا الرسولا﴾(۳)۔

(۱) سورۃ المومنون:۱۰۴۔

(۲) التخویف من النار، لابن رجب، ص ۱۷۱۔

(۳) سورۃ الاحزاب:۶۶۔

اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کئے ہوتے۔

کافر کی خلقت (جسامت) جہنم میں اس لئے بڑھ جائے گی تا کہ اس کا عذاب بڑا ہو اور اس کے درد و تکلیف میں اضافہ ہو، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عذاب میں جہنمیوں کے درجات مختلف ہوں گے، جیسا کہ دوسری حدیث کی روشنی میں کتاب وسنت سے معلوم ہوا(۱)، چنانچہ عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"يحشر المتكبرون يوم القيامة أمثال الذر في صور الرجال، يغشاهم الذل من كل مكان، يساقون إلى سجن في جهنم، يسمى بولس، تعلوهم نار الأنيار،

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری، ۱۱/۴۲۳۔

يسقون من عصارة أهل النار طينة الخبال"(۱)۔

غرور وتکبر کرنے والے قیامت کے دن انسانوں کی شکل میں باریک سرخ چینٹیوں کے مثل ہوں گے، انہیں ذلت وخواری ہر جگہ سے گھیرے ہوئے ہوگی، انہیں ہانک کر جہنم کے ایک قید خانہ میں لے جایا جائے گا جس کا نام "بولس" ہے، آگ انہیں ہر چہار جانب سے اپنی لپیٹ میں لئے ہوگی، انہیں "طينة الخبال"، یعنی جہنمیوں کا نچوڑ (خون پیپ وغیرہ) پلایا جائے گا۔

(۱) سنن ترمذی، حدیث (۲۶۲۳) ومسند احمد، ۲/ ۱۷۹، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی (۲/۳۰۴) اور صحیح الجامع (۶/ ۳۲۷) میں حسن قرار دیا ہے۔

بیسواں مبحث:

جنت وجہنم کے درخت اوران کے سائے:

۱- جنت کے درخت اوراس کے سائے:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمر السريع في ظلها مائة عام مايقطعها"(۱)۔

بیشک جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک گھوڑ سوار عمدہ، چھریرے اور تیز رفتار گھوڑے پرسوار ہوکر سو برس چلتا رہے گا پھر بھی اسے طے نہ کرسکے گا۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۱/۴۱۶، حدیث (۶۵۵۳، ۲۳۵۱) وصحیح مسلم، ۴/۲۱۷۶، ۲۱۷۵، حدیث (۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸)۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وأصحاب اليمين ما أصحاب اليمين، في سدر مخضود، وطلح منضود، وظل ممدود، وماء مسكوب، وفاكهة كثيرة، لامقطوعة ولا ممنوعة﴾(۱)۔

اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں میں۔ اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔ اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور بہتے پانیوں میں۔ اور بکثرت پھلوں میں (ہوں گے)۔ جونہ ختم ہوں نہ روک لئے جائیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں: کہ اس کے سایوں سے مراد اس کا کنارہ اور گوشہ ہے یعنی جو اس کی شاخوں اور ڈالیوں کو چھپاتا ہے(۲)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في ظلال وعيون، وفواكه مما

(۱) سورۃ الواقعہ: ۲۷ تا ۳۳۔

(۲) صحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/۶۷۔

يشتهون﴾(۱)۔

بیشک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں۔ اوران میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان، فبأي آلاء ربكما تكذبان، ذواتا أفنان، فبأي آلاء ربكما تكذبان، فيهما عينان تجريان، فبأي آلاء ربكما تكذبان، فيهما من كل فاكهة زوجان﴾(۲)۔

اوراس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (دونوں جنتیں) بہت سی شاخوں اور ٹہنیوں والی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں جنتوں میں دو بہتے

(۱) سورۃ المرسلات: ۴۱، ۴۲۔
(۲) سورۃ الرحمٰن: ۴۶ تا ۵۲۔

ہوئے چشمے ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟
ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں ہوں گی۔

نیز اللہ عزوجل نے دوسری جنت کے بارے میں فرمایا:

﴿فيهما فاكهة ونخل ورمان﴾(۱)۔

ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ودانية عليهم ظلالها وذللت قطوفها تذليلا﴾(۲)۔

ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے، اور ان کے (میوے اور) گچھے نیچے لٹکائے ہوئے ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فهو في عيشة راضية، في جنة عالية، قطوفها دانية، كلوا واشربوا هنيئاً بما أسلفتم في الأيام

(۱) سورۃ الرحمٰن: ۶۸۔
(۲) سورۃ الانسان (دہر): ۱۴۔

الخـــالیة﴾(۱)۔

پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند وبالا جنت میں۔جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ' پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن للمتقین مفازاً، حدائق وأعناقاً، وکواعب أتراباً، وکأساً دھاقاً، لا یسمعون فیھا لغواً ولا کذاباً، جزاء من ربک عطاء حساباً﴾(۲)۔

یقیناً پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے۔ باغات ہیں اور انگور ہیں۔اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں۔اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔ وہاں نہ تو وہ بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی

(۱) سورۃ الحاقۃ:۲۱ تا ۲۴۔

(۲) سورۃ النبأ:۳۱ تا ۳۶۔

باتیں سنیں گے۔(ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے نماز کسوف (سورج یا چاند گرہن کی نماز) ادا کرتے ہوئے انگور کے گچھے دیکھے، چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کھڑے ہوکر کوئی چیز لی اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے (یہ کیا ماجرا تھا)؟ تو آپ نے فرمایا:

"إني رأیت الجنة فتناولت منھا عنقوداً ولو أخذته لأکلتم منه ما بقیت الدنیا' ورأیت النار فلم أر کالیوم منظراً قط أفظع، ورأیت أکثر أھلھا النساء"(۱)۔

میں نے جنت دیکھی تو اس میں سے انگور کا ایک گچھا لے لیا (ہاتھ میں پکڑا)، اور اگر میں نے اسے لے لیا ہوتا تو تم اس سے رہتی دنیا

(۱) صحیح بخاری، ۱/۱۵، حدیث (۱۹، ۴۳۱، ۷۴۸، ۱۰۵۲، ۳۲۰۲، ۵۱۹۷) وصحیح مسلم، ۲/۶۲۶، حدیث (۹۰۷)۔

تک کھاتے رہتے، اور میں نے جہنم (بھی) دیکھی، تو میں نے آج کی طرح اس کا بھیانک منظر کبھی نہ دیکھا، اور میں نے دیکھا کہ جہنمیوں کی اکثریت عورتیں ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز ایک دیہاتی (بدوی) شخص کی موجودگی میں حدیث بیان کررہے تھے:

''إن رجلاً من أهل الجنة استأذن ربه في الزرع فقال: أولست فيما شئت؟ قال: بلى، ولكني أحب الزرع، فأسرع وبذر فتبادر الطرف نباته واستواؤه، واستحصاؤه، وتكويره أمثال الجبال، فيقول الله تعالىٰ: دونک يا ابن آدم؛ فإنه لا يشبعک شيء'' فقال الأعرابي: يارسول الله لا تجد هذا إلا قرشياً أو أنصارياً؛ فإنهم أصحاب زرع، فأما نحن فلسنا بأصحاب زرعٍ، فضحک رسول الله ﷺ (١)۔

(١) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۳/ ۴۸۷، حدیث (۷۵۱۹) و ۵/ ۲۷، حدیث (۲۳۴۸)۔

کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے جو کچھ چاہئے وہ میسر نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور میسر ہے) لیکن مجھے کاشتکاری پسند ہے، چنانچہ اس نے (اجازت پاکر) جلدی کی اور بیج ڈال دیا تو اس کا پودا پلک جھپکنے میں اُگا، پختہ ہوا، کٹا اور پہاڑوں کی مانند جمع ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: لے لے اے آدم کے بیٹے! تجھے کسی چیز سے آسودگی نہیں ہوسکتی۔ تو (یہ سن کر) دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسا کسی قریشی یا انصاری ہی کو پاسکتے ہیں (جو کھیتی کرنے کا مطالبہ کرے) کیونکہ وہ کھیتی باڑی والے لوگ ہیں، ہم تو کھیتی باڑی والے لوگ نہیں ہیں، تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جنتیوں کو ان کی من چاہی ہر چیز ملے گی، کیونکہ ان کے لئے اس میں وہ ساری چیزیں فراہم ہوں گی جس کی انہیں خواہش ہوگی اور جس سے ان کی آنکھوں کو لذت ملے گی،

اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں انہی میں سے بنائے، آمین (۱)۔

۲۔جہنم کے درخت اوران کے سائے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن شجرة الزقوم، طعام الأثيم، كالمهل يغلي في البطون، كغلي الحميم﴾(۲)۔

بیشک زقوم (تھوہڑ) کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ثم إنكم أيها الضالون المكذبون، لآكلون من شجر من زقوم، فمالئون منها البطون، فشاربون عليه من

(۱) دیکھئے: فتح الباری، ۵/ ۲۷۔

(۲) سورۃ الدخان: ۴۳ تا ۴۶۔

الحميم، فشاربون شرب الهيم﴾(۱)۔

پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ یقیناً تھوہڑ کا درخت کھانے والے ہو۔ اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو۔ پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو۔ پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إنها شجرة تخرج في أصل الجحيم، طلعها كأنه رؤوس الشياطين، فإنهم لآكلون منها فمالئون منها البطون، فشاربون عليه من الحميم، ثم إن عليها لشوباً من حميم﴾(۲)۔

بیشک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں۔ جہنمی اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس پر گرم جلتے

(۱) سورۃ الواقعۃ: ۵۱ تا ۵۵۔

(۲) سورۃ الصافات: ۶۴ تا ۶۷۔

جلتے پانی کی آمیزش ہوگی۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وأصحاب الشمال ما أصحاب الشمال، في سموم وحميم، وظل من يحموم، لا بارد ولا كريم، إنهم كانوا قبل ذلک مترفين، وكانوا يصرون على الحنث العظيم﴾(۱)۔

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے۔ گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے)۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش۔ بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے تھے۔ اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔

فرمان باری ﴿وظل من يحموم﴾ کا مفہوم دھوئیں کا سایہ ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿انطلقوا إلى ظل ذي ثلاث شعب، لا ظليل ولا يغني

(۱) سورۃ الواقعۃ: ۴۱ تا ۴۶۔

من اللهب، إنها ترمي بشرر كالقصر، إنها جمالة صفر، ويل يومئذ للمكذبين﴾(۱)۔

چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف۔ جو دراصل نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے۔ یقیناً دوزخ چنگاریاں پھینکتی ہے جو مثل محل کے ہیں۔ گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔ آج ان جھوٹ جاننے والوں کی درگت ہے۔

(آیت کریمہ میں) مذکور سائے سے مراد بدبودار سیاہ دھواں ہے، نہ کہ بذات خود اسی کا سایہ، اور ﴿ولا يغني من اللهب﴾ کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ شعلوں سے ان کی حفاظت بھی نہ کرے گا(۲)، ﴿في سموم﴾ سے مراد گرم ہوا اور ﴿حميم﴾ سے مراد گرم پانی ہے(۳)۔

(۱) سورۃ المرسلات: ۳۰ تا ۳۴۔

(۲) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۴۶۱، ۴۹۵۔

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴/ ۲۹۵۔

اکیسواں مبحث:

جنتیوں کے خدمتگار اور جہنمیوں کے عذاب کے فرشتے:

۱-جنتیوں کے خدمت گزار اور داروغے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿یطاف علیهم بصحاف من ذهب وأكواب وفيها ما تشتهيه الأنفس وتلذ الأعين وأنتم فيها خالدون﴾(۱)۔

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا' ان کے نفس جس چیز کی خواہش کریں اور جس چیز سے ان کی آنکھیں لذت پائیں' سب وہاں ہوگا اور تم

(۱)سورۃ الزخرف:۷۱۔

اس میں ہمیشہ رہو گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ويطاف عليهم بآنية من فضة وأكواب كانت قواريراً، قوارير من فضة قدروها تقديراً﴾(۱)۔

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازہ سے ناپ رکھا ہوگا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ويطوف عليهم ولدان مخلدون إذا رأيتهم حسبتهم لؤلؤاً منثوراً﴾(۲)۔

اور ان کے اردگرد گھومتے پھرتے ہوں گے وہ کم سن بچے جو ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں، جب تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے

(۱)سورۃ الانسان (دھر):۱۵،۱۶۔

(۲)سورۃ الانسان (دھر):۱۹۔

ہوئے سچے موتی ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ویطوف علیھم غلمان لھم کأنھم لؤلؤ مکنون﴾(۱)۔

ان کے اردگرد ان کے نوعمر غلام چل پھر رہے ہوں گے گویا کہ وہ چھپائے ہوئے موتی ہوں۔

سابقین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿والسابقون السابقون، أولئک المقربون، في جنات النعیم، ثلة من الأولین، وقلیل من الآخرین، علی سرر موضونة، متکئین علیها متقابلین، یطوف علیهم ولدان مخلدون، بأکواب وأباریق، وکأس من معین، لا یصدعون عنها ولا ینزفون، وفاکهة مما یتخیرون، ولحم طیر مما یشتهون، وحور عین، کأمثال اللؤلؤ

(۱) سورۃ الطّور:۲۴۔

المکنون، جزاء بما کانوا یعملون، لا یسمعون فیها لغواً ولا تأثیماً، إلا قیلاً سلاماً سلاماً﴾(۱)۔

اور جو آگے والے ہیں وہ تو واقعی آگے والے ہی ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔ ایک گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔ یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔ ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آمدورفت کریں گے۔ آبخورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔ جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے۔ اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کے پسند کے ہوں۔ اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ صلہ ہے ان کے

(۱) سورۃ الواقعہ:۱۰تا۲۶۔

اعمال کا۔ نہ وہاں بکواس سنیں گے نہ گناہ کی بات۔ صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔

نیز جنت کے داروغوں کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة زمراً حتى إذا جاء وها وفتحت أبوابها وقال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خالدين﴾(۱)۔

اور جو لوگ تیرے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔

۲- جہنمیوں کے عذاب کے فرشتے اور داروغے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) سورۃ الزمر: ۷۳۔

﴿عليها تسعة عشر، وما جعلنا أصحاب النار إلا ملائكة وما جعلنا عدتهم إلا فتنة للذين كفروا﴾(۱)۔

اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں' اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہنم پر متعین فرشتوں کو شدت وسختی اور قوت وطاقت سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿عليها ملائكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون﴾(۲)۔

اس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنھیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) سورۃ المدثر: ۳۰، ۳۱۔

(۲) سورۃ التحریم: ۶۔

﴿فليدع نادية سندع الزبانية﴾(۱)۔

یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے۔ ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلالیں گے۔

زبانية: سے مراد عذاب کے فرشتے ہیں، زبانیہ "زبني" کی جمع ہے' یہ "زبن" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ڈھکیلنے اور دھکا دینے کے ہیں۔ اس کا اصلی معنیٰ پولس اور کارندہ کے ہیں، اور عذاب کے بعض فرشتوں کو "زبانية" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈھکیل دیں گے(۲)۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ونادوا يا مالک ليقض علينا ربک قال إنكم ماكثون، لقد جئناكم بالحق ولكن أكثركم للحق كارهون﴾(۳)۔

اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے' وہ کہے گا کہ تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے!۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وسيق الذين كفروا إلى جهنم زمراً حتى إذا جاء وها فتحت أبوابها وقال لهم خزنتها ألم يأتكم رسل منكم يتلون عليكم آيات ربكم وينذرونكم لقاء يومكم هذا قالوا بلى ولكن حقت كلمة العذاب على الكافرين﴾(۱)۔

کافروں کے گروہ کے گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے، اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال

---

(۱) سورۃ العلق: ۱۷، ۱۸۔

(۲) دیکھئے: القاموس المحیط، ص ۱۵۵۲ والمعجم الموسیط، ۱/ ۳۸۸ وتفسیر بغوی، ۴/ ۵۰۸ وتفسیر ابن کثیر، ۴/ ۵۲۶۔

(۳) سورۃ الزخرف: ۷۷، ۷۸۔

---

(۱) سورۃ الزمر: ۷۱۔

کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں! کیوں نہیں، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وقال الذين في النار لخزنة جهنم ادعوا ربكم يخفف عنا يوماً من العذاب، قالوا أولم تک تأتيكم رسلكم بالبينات قالوا بلى قالوا فادعوا وما دعاء الكافرين إلا في ضلال﴾(۱)۔

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزہ لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔

(۱) سورۃ غافر (مومن): ۴۹، ۵۰۔

بائیسواں مبحث:

مومنوں کی اپنے اہل وعیال اور احباب سے ملاقات، اور جہنمیوں کی اپنے احباب اور قرابت داروں سے جدائی:

۱- مومنوں کی اپنے اہل عیال اور خاندان والوں سے ملاقات:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم وما ألتناهم من عملهم من شيء كل امرئ بما كسب رهين﴾(۱)۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ بھی کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے۔

(۱) سورۃ الطّور: ۲۱۔

امت کے سب سے بڑے عالم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (اس آیت کی) تفسیر یوں فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی ذریت (نسل) کو جو ایمان کی حالت میں مرے ہیں اسی کے درجہ میں کردے گا، گرچہ وہ عمل میں اس سے کم ہی کیوں نہ ہوں، (یہ اس لئے کہ) تا کہ ان سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں انتہائی خوبصورت چہروں میں باہم اکٹھا فرمائے گا(۱)۔

یہ آباء کے عمل کی برکت سے بیٹوں پر اللہ کا فضل وکرم ہے، رہا بیٹوں کی دعاء کی برکت سے آباء پر اللہ کا فضل وکرم تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة، فيقول: يا رب أنى لي هذه؟ فيقول: باستغفار ولدك لك"(۲)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر،۴/۲۴۲۔

(۲) مسند احمد،۲/۲۰۹، امام ابن کثیر اپنی تفسیر (۴/۲۴۳) میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے، تو بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے یہ مرتبہ کیونکر ملا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تمہاری اولاد کے تمہارے حق میں استغفار کرنے کی وجہ سے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقةٍ جاريةٍ، أو علمٍ ينتفع به، أو ولدٍ صالحٍ يدعو لـه" (۱)۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا کوئی علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرے۔

(۱) صحیح مسلم،۳/۱۲۵۵، حدیث(٦٣١)۔

۲-جہنمیوں کی اپنے اقرباء اور اہل وعیال سے جدائی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قل إن الخاسرين الذين خسروا أنفسهم وأهليهم يوم القيامة ألا ذلك هو الخسران المبين﴾(۱)۔

کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یادرکھو کھلم کھلا خسارہ یہی ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وترى الظالمين لما رأوا العذاب يقولون هل إلى مرد من سبيل وتراهم يعرضون عليها خاشعين من الذل ينظرون من طرف خفي وقال الذين آمنوا إن الخاسرين الذين خسروا أنفسهم وأهليهم يوم القيامة ألا إن الظالمين في عذاب مقيم﴾(۲)۔

(۱)سورۃ الزمر:۱۵۔

(۲)سورۃ الشوریٰ:۴۴،۴۵۔

اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے۔اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے' مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے' ایمان والے صاف کہہ رہے ہوں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا، یادرکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں۔

یعنی وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے' ان کی آپس میں کبھی بھی ملاقات نہ ہوگی خواہ ان کے اہل وعیال جنت میں جائیں اور وہ (خود) جہنم میں' یا سب کے سب جہنم رسید ہو جائیں، لیکن نہ ان کی ملاقات ہوگی اور نہ انہیں کوئی خوشی حاصل ہوگی، یہ انتہائی واضح اور صریح خسارہ ہے، کیونکہ وہ جہنم رسید ہوئے' دائمی زندگی کی لذت سے محروم اور اپنی ذات کے خسارہ سے دوچار ہوئے نیز ان کے اور ان کے دوست احباب' اہل وعیال اور رشتہ داروں کے درمیان جدائی اور دوری کردی گئی اور وہ ان سے محروم ہو گئے (۱)۔

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر،۴/۴۹،۱۲۱۔

تیئیسواں مبحث:

جنتیوں کی نفسیاتی نعمت اور جہنمیوں کا نفسیاتی عذاب:

۱-جنتیوں کی نفسیاتی نعمت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إن الله تبارک وتعالی یقول لأهل الجنة: یا أهل الجنة! فیقولون: لبیک ربنا وسعدیک والخیر في یدیک، فیقول: هل رضیتم؟ فیقولون: وما لنا لا نرضی یا رب وقد أعطیتنا ما لم تعط أحداً من خلقک، فیقول: ألا أعطیکم أفضل من ذلک؟ فیقولون: یارب! وأي شيءٍ أفضل من ذلک؟ فیقول: أحل علیکم رضواني فلا أسخط علیکم بعده

أبـــــــداً“(۱)۔

اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! تو وہ کہیں گے: اے رب ہم حاضر ہیں، باریابی کے لئے حاضر ہیں، اور تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی اور خوش ہوگئے؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم کیوں نہ خوش ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کیں، تو اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے افضل نعمت نہ عطا کردوں؟ تو وہ کہیں گے: اے رب! اس سے افضل (نعمت) اور کیا ہوسکتی ہے؟ تو اللہ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی (دائمی) رضا وخوشی عطا کرتا ہوں، اب اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۱/۴۱۵، حدیث (۶۵۴۹) وصحیح مسلم، ۴/۲۱۷۶، حدیث (۲۸۲۹)۔

"يجاء بالموت يوم القيامة كأنه كبش أملح، فيوقف بين الجنة والنار، فيقال: يا أهل الجنة هل تعرفون هذا؟ فيشرئبون وينظرون ويقولون: نعم هذا الموت، ويقال: يا أهل النار هل تعرفون هذا؟ فيشرئبون ويقولون: نعم هذا الموت، فيؤمر به فيذبح ثم يقال: يا أهل الجنة خلود لا موت، ويا أهل النار خلود لاموت"(۱)۔

قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت وجہنم کے درمیان کھڑا کردیا جائے گا، پھر آواز لگائی جائے گی: اے جنتیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، اور (اسی طرح) آواز لگائی جائے گی: اے جہنمیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ سر اٹھائیں گے اور کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، چنانچہ (اسے ذبح کا) حکم ہوگا اور اسے ذبح کردیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: اے

(۱) صحیح مسلم، ۴/ ۲۱۸۸، حدیث (۲۸۴۹)۔

جنتیو! (اب) ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے موت نہ آئے گی، اور اے جہنمیو! اب ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے کبھی موت نہ آئے گی۔

اور نبی کریم ﷺ سے مروی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی اسی طرح کی بات ہے، اسی میں فرمایا:

"فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم، ويزداد أهل النار حزناً إلى حزنهم"(۱)۔

کہ جنتیوں کی خوشی میں مزید اضافہ ہوجائے گا اور جہنمیوں کا رنج و غم مزید بڑھ جائے گا۔

۲- جہنمیوں کا نفسیاتی عذاب:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وقال الشيطان لما قضي الأمر إن الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فأخلفتكم وما كان لي عليكم من سلطان إلا أن دعوتكم فاستجبتم لي فلا تلوموني

(۱) صحیح مسلم، ۴/ ۲۱۸۹، حدیث (۲۸۵۰)۔

ولوموا أنفسكم ما أنا بمصرخكم وما أنتم بمصرخي إني كفرت بما أشركتمون من قبل إن الظالمين لهم عذاب أليم﴾(۱)۔

اور جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے ان کا خلاف کیا' میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی، پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے' یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ألم تكن آياتي تتلى عليكم فكنتم بها تكذبون، قالوا ربنا غلبت علينا شقوتنا وكنا قوماً ضالين، ربنا

(۱) سورۃ ابراہیم:۲۲۔

أخرجنا منها فإن عدنا فإنا ظالمون، قال اخسئوا فيها ولا تكلمون، إنه كان فريق من عبادي يقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وأنت خير الراحمين، فاتخذتموهم سخرياً حتى أنسوكم ذكري وكنتم منهم تضحكون، إني جزيتهم اليوم بما صبروا أنهم هم الفائزون﴾(۱)۔

کیا میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت نہ کی جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انھیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے کہ اے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی (واقعی) ہم تھے ہی گمراہ۔ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی ہم ایسا ہی کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے ہیں تو ہمیں بخش

(۱) سورۃ المؤمنون:۱۰۵ تا ۱۱۱۔

دے اور ہم پر رحم فرما' تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔
(لیکن) تم انہیں مذاق میں ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس مشغلے نے) تمہیں میری یاد سے (بھی) غافل کردیا اور تم ان سے مذاق ہی کرتے رہے۔ میں نے آج انہیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن الذين كفروا ينادون لمقت الله أكبر من مقتكم أنفسكم إذ تدعون إلى الإيمان فتكفرون، قالوا ربنا أمتنا اثنتين وأحييتنا اثنتين فاعترفنا بذنوبنا فهل إلى خروج من سبيل، ذلكم بانه إذا دعي الله وحده كفرتم وإن يشرك به تؤمنوا فالحكم لله العلي الكبير﴾(۱)۔

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں یہ آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا

(۱)سورۃ غافر (مومن):۱۰تا۱۲۔

تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے تھے اپنے جی سے' جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبار مارا اور دو بار ہی جلایا، اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں' تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ یہ (عذاب) تمہیں اس لئے ہے کہ جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے' پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وقال الذين في النار لخزنة جهنم ادعوا ربكم يخفف عنا يوماً من العذاب، قالوا أولم تک تأتيكم رسلكم بالبينات قالوا بلى قالوا فادعوا وما دعاء الكافرين إلا في ضلال﴾(۱)۔

(۱)سورۃ غافر (مومن):۴۹،۵۰۔

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کردے۔ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزہ لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال إنکم ماکثون، لقد جئناکم بالحق ولکن أکثرکم للحق کارھون﴾ (۱)۔

اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے، وہ کہے گا کہ تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے!۔

(۱) سورۃ الزخرف: ۷۷، ۷۸۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ونادی أصحاب الجنة أصحاب النار أن قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا قالوا نعم فأذن مؤذن بینهم أن لعنة الله علی الظالمین﴾ (۱)۔

اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے: ہاں! پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان پکارے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ونادی أصحاب النار أصحاب الجنة أن أفیضوا علینا من الماء أو مما رزقکم الله قالوا إن الله

(۱) سورۃ الاعراف: ۴۴۔

حرمهما على الكافرين الذين اتخذوا دينهم لهواً ولعباً وغرتهم الحيوة الدنيا فاليوم ننساهم كما نسوا لقاء يومهم هذا وما كانوا بـأياتنا يجحدون ﴾(۱)۔

اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے' کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو' جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے، جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لئے بندش کر دی ہے۔ جنھوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا، سو ہم بھی آج کے دن ان کا نام بھول جائیں گے جیسا کہ وہ اس دن کو بھول گئے، اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

(۱) سورۃ الاعراف:۵۰،۵۱۔

چوبیسواں مبحث:

جنتیوں کی سب سے بڑی نعمت اور جہنمیوں کا سب سے بڑا عذاب:

۱- جنتیوں کی سب سے بڑی نعمت:

ارشاد باری ہے:

﴿للذين أحسنوا الحسنى وزيادة ﴾(۱)۔

جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے نیک انجام ہے اور اس پر مزید بھی۔

چنانچہ "حسنى" سے مراد جنت ہے اور "زيادة" (مزید) سے مراد اللہ عزوجل کے رخ کریم کا دیدار ہے(۲)۔

(۱) سورۃ یونس:۲٦۔

(۲) دیکھئے: حادی الارواح الی بلاد الافراح، لابن القیم ص ۲۸۸۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لهم ما يشاء ون فيها ولدينامزيد﴾(۱)۔

ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی وہ خواہش کریں گے اور ہمارے پاس مزید ہے۔

"مزید" سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کا دیدار ہے(۲)۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة﴾(۳)۔

اس دن کچھ چہرے تر وتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو

(۱) سورۃ ق:۳۵۔

(۲) دیکھئے: حادی الارواح، لابن القیم، ص ۲۹۱۔

(۳) سورۃ القیامہ:۲۲،۲۳۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"هل تضارون في القمر ليلة البدر؟ (۱) قالوا: لا يارسول الله، قال: فهل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟ قالوا: لا يا رسول الله، قال: فإنكم ترونه كذلك"(۲)۔

(۱) "هل تضارون" دوسری روایت میں "تضامون" کا لفظ ہے، 'تضارون' راء پر تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح وارد ہوا ہے، لیکن تاء پر دونوں صورتوں میں پیش ہی ہوگا، راء کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تم (چودہویں رات کے) چاند کو دیکھنے میں بھیڑ' یا دیکھنے میں مخالفت یا اور کسی وجہ سے اس کے اوجھل رہنے کے سبب ایک دوسرے کو باہم ضرر پہنچاتے ہو جس طرح کہ پہلی شب کے چاند کے دیکھنے میں کرتے ہو؟ اور بغیر تشدید کے پڑھنے کی صورت میں اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ اور "تضامون" بھی میم پر تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح مروی ہے، البتہ جو میم کو تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ تاء کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں وہ تاء کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں، میم کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تم اسے دیکھنے کے لئے باہم ایک دوسرے سے چپکنے پر مجبور ہوتے ہو؟ اور بغیر تشدید کے پڑھنے کی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ کیا تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی مشقت وپریشانی محسوس ہوتی ہے؟ صحیح مسلم بشرح نووی ۳/۲۱۔

(۲) صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۳/۴۱۹، حدیث (۷۴۳۷) وصحیح مسلم، ۱/۱۶۳، حدیث (۱۸۲)۔

کیا تمھیں چودہویں رات کا چاند دیکھنے میں آپس میں (ہجوم و ازدحام کے سبب) کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ نے فرمایا: کیا آفتاب جو بادل کے اوٹ میں نہ ہو اسے دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول، تو آپ نے فرمایا: تو تم اسی طرح اپنے رب کو بھی دیکھو گے۔

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودہویں شب کے چاند کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

"إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون في رؤيته، فإن استطعتم أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروب الشمس فافعلوا"(۱)۔

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۳/ ۴۱۹، حدیث (۷۴۳۴)۔

تم (قیامت کے دن) اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہورہی ہے، لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ تم طلوع آفتاب سے پہلے (ایک) نماز اور غروب آفتاب سے پہلے (ایک) نماز سے مغلوب نہ کئے جاؤ تو ایسا ضرور کرو۔

ابوسعید سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"هل تضارون في رؤية الشمس والقمر إذا كانت صحواً؟ قلنا: لا، قال: فانكم لا تضارون في رؤية ربكم يومئذٍ إلا كما تضارون في رؤيتهما"(۱)۔

جب چاند و سورج بدلی اور گرد وغبار سے صاف وشفاف ہوتے ہیں تو کیا تمہیں انہیں دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ ہم نے کہا

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۱۳/ ۴۲۰، (حدیث ۷۴۳۹)۔

نہیں، تو آپ نے فرمایا: جس طرح تمہیں چاند وسورج کے دیکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے دیدار میں بھی کوئی پریشانی ومشقت نہ ہوگی۔

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إذا دخل أهل الجنة الجنة يقول الله تعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا، ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ فيكشف الحجاب فما أعطوا شيئاً أحب إليهم من النظر إلى ربهم عزوجل“(۱)۔

جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم مزید کوئی چیز چاہتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہ کردیئے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہ کردیا

(۱) صحیح مسلم، ۱/۱۶۳، حدیث (۱۸۱)۔

اور جہنم سے نجات نہ عطا کیا؟ تو اللہ تعالیٰ (اپنے رخ کریم سے) حجاب (نور) ہٹائے گا! چنانچہ جنتیوں کو اپنے رب عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب کوئی نعمت عطا نہ ہوئی ہوگی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

”إن في الجنة لسوقاً يأتونها كل جمعة، فتهب ريح الشمال فتحثو في وجوههم وثيابهم فيزدادون حسناً وجمالاً، فيرجعون إلى أهليهم وقد ازدادوا حسنا وجمالاً، فيقول لهم أهلوهم: والله لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً، فيقولون: وأنتم والله لقد ازددتم بعدنا حسنا وجمالاً“(۱)۔

جنت میں ایک بازار ہوگا، جہاں جنتی ہر جمعہ کو جائیں گے، شمال کی ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں سے لگ کر گزرے گی جس سے ان کا حسن وجمال دوبالا ہوجائے گا، پھر وہ اپنے اہل خانہ کی

(۱) صحیح مسلم، ۴/۲۱۷۸، حدیث (۲۸۳۳)۔

طرف لوٹیں گے جبکہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگیا ہوگا، تو ان کے اہل وعیال ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال دوبالا ہوگیا، تو وہ بھی کہیں گے کہ: اللہ کی قسم! ہمارے جانے کے بعد تمہارا حسن وجمال بھی دوبالا ہوگیا۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”جنتان من فضة آنيتهما وما فيهما، وجنتان من ذهب آنيتهما وما فيهما، وما بين القوم وبين أن ينظروا إلى ربهم إلا رداء الكبرياء على وجهه في جنة عدن“(۱)۔

دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور سارے ساز وسامان چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور سارے ساز وسامان سونے کے ہوں گے، اور جنتیوں اور ان

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری، ۸/۴۲۶، حدیث (۴۸۸۰) وصحیح مسلم، ۱/۲۶۳، حدیث (۱۸۰)۔

کے اپنے رب کے دیدار کے درمیان صرف اللہ کے رخ کریم پر کبریائی کی چادر حائل ہوگی، دراں حالیکہ وہ ”جنت عدن“ (ہمیشگی کے باغات) میں ہوں گے۔

۲-جہنمیوں کا سب سے بڑا عذاب:

جہنمیوں کے عظیم ترین عذابوں میں سے اللہ عزوجل کا ان سے حجاب میں ہونا (یعنی رخ کریم کے دیدار سے محروم کر دینا) ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كلا إنهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون ثم إنهم لصالوا الجحيم ثم يقال هذا الذي كنتم به تكذبون﴾(۱)۔

ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔ پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلا رہے تھے۔

(۱) سورۃ المطففین: ۱۵ تا ۱۷۔

نیز ان کے عظیم ترین عذابوں میں سے کافروں اور منافقوں کا پیہم عذاب میں مبتلا رہنا بھی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿إن المجرمين فی عذاب جهنم خالدون لايفتر عنهم وهم فيه مبلسون﴾(۱)۔

بیشک گنہ گار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فذوقوا فلن نزيدكم إلا عذابا﴾(۲)۔

اب تم (اپنے کئے کا) مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) سورۃ الزخرف:۷۴،۷۵۔

(۲) سورۃ النبأ:۳۰۔

﴿لهم فيها زفير وهم فيها لايسمعون﴾(۱)۔

وہاں وہ چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔

نیز رشاد ہے:

﴿فأما الذين شقوا ففي النار لهم فيها زفير وشهيق﴾(۲)۔

لیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں چیخیں گے چلائیں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿والذين كفروا لهم نار جهنم لايقضى عليهم فيموتوا ولا يخفف عنهم من عذابها كذلك نجزي كل كفور، وهم يصطرخون فيها ربنا أخرجنا نعمل صالحاً غير الذي كنا نعمل أولم نعمركم ما يتذكر

(۱) سورۃ الانبیاء:۱۰۰۔

(۲) سورۃ هود:۱۰۶۔

فيه من تذكر وجاء كم النذير فذوقوا فما للظالمين من نصير﴾(۱)۔

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے' (اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا' سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إن أهل النار ليبكون حتى لو أجريت السفن في

(۱) سورۃ فاطر: ۳۶،۳۷۔

دموعهم لجرت، وإنهم ليبكون الدم“ يعني مكان الدمع(۱)۔

جہنمی (جہنم میں) اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو کشتیاں بھی چل سکیں گی، اور خون کے آنسو روئیں گے، یعنی آنسو کی جگہ خون روئیں گے۔

(۱) اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے، ۴/ ۶۰۵، اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، علامہ شیخ البانی نے اسے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۴/ ۲۴۵، حدیث/ ۱۶۷۹) میں حسن قرار دیا ہے۔

پچیسواں مبحث:

جنت کی راہ اور جہنم کی راہیں:

۱- جنت کی راہ:

جنت کی راہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے،

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يأيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم واعلموا أن الله يحول بين المرء وقلبه وأنه إليه تحشرون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے دل کے

(۱) سورۃ الانفال:۲۴۔

درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے، اور بلا شبہہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يأيها الذين آمنوا أطيعوا الله ورسوله ولا تولوا عنه وأنتم تسمعون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس سے روگردانی نہ کرو دراں حالیکہ تم سن رہے ہو۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾(۲)۔

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آجاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا

(۱) سورۃ الانفال:۲۰۔

(۲) سورۃ الحشر:۷۔

دینے والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قل أطيعوا الله وأطيعوا الرسول فإن تولوا فإنما عليه ما حمل وعليكم ما حملتم وإن تطيعوه تهتدوا﴾(۱)۔

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمہ تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب تم رسول کی اطاعت کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذاً فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم

(۱) سورۃ النور:۵۴۔

عذاب أليم﴾(۱)۔

تم اللہ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرلو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے، تم میں سے اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں، سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً﴾(۲)۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجري من

(۱) سورۃ النور:۶۳۔

(۲) سورۃ الاحزاب:۷۱۔

تحتها الأنهـــار خالـــدين فيها وذلك الفـــوز العظيم﴾(۱)۔

اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''**كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى'' قالوا: يا رسول الله! ومن يأبى؟ قال:''من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى**''(۲)۔

میرے سارے امتی جنت میں جائیں گے سوائے اس کے جس

(۱) سورۃ النساء:۱۳۔

(۲) صحیح بخاری مع فتح الباری،۱۳/ ۲۴۹،حدیث (۷۲۸۰)۔

نے انکار کیا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! کون انکار کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله**''(۱)۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

نیز جنت تک پہنچانے والے عظیم الشان اور جلیل القدر اعمال میں سے نفع بخش یعنی کتاب وسنت کے علم کا حصول اور ان میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا بھی ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''**ومن سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له به**

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری،۱۳/ ۱۱۱،حدیث (۷۱۳۷)۔

طریقاً الی الجنة''(۱)۔

جو شخص حصول علم کی خاطر کوئی راستہ چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ اس کے لئے جنت کی ایک راہ آسان فرمادے گا۔

چنانچہ بندہ جنتیوں کے اعمال انجام دے گا تو اللہ کی توفیق سے جنت میں داخل ہوگا، مختصراور تفصیلی طور پران میں سے چند اعمال حسب ذیل ہیں:

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا، کلمۂ شہادت ''لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ پر عمل کرنا، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، خانۂ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج کرنا، اللہ کی عبادت اس طرح کرنا کہ گویا آپ اسے دیکھ رہے ہیں' اگر آپ اسے نہیں دیکھ رہے ہیں تو (کم از کم یہ تصور ضرور ہو کہ) وہ آپ کو دیکھ رہا ہے، سچ بولنا، امانت ادا کرنا، عہد و پیمان اور وعدہ وفا کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، ہمسایۂ یتیم 'مسکین' غلاموں (انسانوں میں سے) اور

(۱) صحیح مسلم، ۴/۲۰۷۴، وصحیح مسلم بشرح نووی، ۱۷/۲۱۔

چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، مہمان کی عزت کرنا، مصیبت زدہ مسلمان کی مصیبت دور کرنا، تنگ دست کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، مسلمان کی پردہ پوشی اور اس کی مدد کرنا، اللہ کے لئے اخلاص اور اس پر توکل کرنا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، اللہ کا خوف اور اس کی رحمت کی امید کرنا، اس کی طرف توبہ وانابت کرنا، اس کے حکم (فیصلہ) پر صبر اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اللہ کا ذکر، اس سے دعا وسوال اور اس کی طرف رغبت کرنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، کفار ومنافقین کے خلاف اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، جو آپ سے رشتہ کاٹے اس سے رشتہ جوڑنا، جو آپ کو محروم کردے اسے عطا کرنا، جو آپ پر ظلم کرے اسے معاف کردینا، کیونکہ اللہ نے جنت ان متقی بندوں کے لئے تیار فرمائی ہے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿الذين ينفقون في السراء والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين﴾(۱)۔

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۴۔

جولوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں' غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔

ساری مخلوق حتیٰ کہ کافروں کے ساتھ بھی تمام معاملات میں عدل و انصاف کرنا، کھانا کھلانا، سلام عام کرنا، جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوں تو راتوں کو (نفل) نماز پڑھنا، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا، اللہ کی طرف دعوت دینا، اللہ عزوجل، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کرنا، یہ اور اسی قسم کے دیگر بہت سارے اعمال جنتیوں کے اعمال ہیں، بندہ اللہ کی توفیق سے ان (مذکورہ) اعمال کی بنیاد پر نعمتوں بھری جنت میں داخل ہوتا ہے، جو کہ عظیم کامیابی ہے(۱)۔

(۱) ان (مذکورہ) اعمال میں سے بیشتر اعمال' جنتیوں اور جہنمیوں کے اعمال کے سلسلہ میں کئے گئے سوال پر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۰/۴۲۲، ۴۲۳۔

جن وانس کو جنت میں داخل کرنے والے سارے اعمال کی تفصیل نا ممکن ہے' البتہ جنتیوں کے سارے اعمال (مجموعی طور پر) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں داخل ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها وذلك الفوز العظيم﴾(۱)۔

اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

۲-جہنم کی راہیں:

جہنم کی راہیں بے شمار ہیں جو کہ مجموعی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے کام ہیں، یہ (اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی) وہ راہ ہے جو

(۱) سورۃ النساء:۱۳۔

جہنمیوں کے سارے اعمال کی جامع ہے، اور اس کے سبب بندہ صریح خسارہ سے دوچار ہوجاتا ہے، چنانچہ جہنمیوں کے سارے اعمال سے دور رہنا ضروری ہے، مختصراور تفصیلی طور پر ان میں سے چند اعمال حسب ذیل ہیں:

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، رسولوں کی تکذیب کرنا، کفر' حسد' جھوٹ' بے حیائی' خیانت' ظلم، خفیہ وعلانیہ فواحش' دھوکہ اور قطع تعلق کا ارتکاب کرنا، جہاد سے بزدلی کا ثبوت دینا، بخل، (حد درجہ کی) کنجوسی کرنا، ظاہر و باطن کا مختلف ہونا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ کے مکر سے مامون ہونا' مصیبتوں پر واویلا (آہ وبکا) کرنا، نعمتوں پر فخر کرنا اور اترانا، اللہ کے فرائض کا ترک، اسکے حدود سے تجاوز اور اس کی حرمتوں کو پامال کرنا، خالق کے بجائے مخلوق سے ڈرنا، خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے امیدیں وابستہ کرنا' خالق کے بجائے مخلوق پر اعتماد و بھروسہ کرنا، ریاونمود کی خاطر عمل کرنا، کتاب وسنت کی مخالفت کرنا، خالق (اللہ) کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کرنا، باطل پر تعصب کرنا، اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑانا، حق کا انکار کرنا، جس علم یا گواہی کا ظاہر کرنا ضروری ہے اسے چھپانا، جادوگری، والدین کی نافرمانی کرنا، رشتے ناطے توڑنا، جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، رشوت دینا اور لینا، لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانا، میدان جنگ سے پشت پھیر کر بھاگنا، بھولی بھالی' پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، جھوٹی گواہی دینا، شراب پینا، غرور وتکبر کرنا، چوری کرنا، جھوٹی قسم کھانا، مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، عطیہ وخیرات پر احسان جتانا، جھوٹی قسموں کے ذریعہ سامان فروخت کرنا، کاہن اور نجومی (کی باتوں) کی تصدیق کرنا، ذی روح اشیاء کی تصویر کشی (فوٹوگرافی) کرنا، قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنانا، مردہ پر نوحہ کرنا، ازار کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا، مردوں کا ریشم یا سونا پہننا، ہمسایہ کو اذیت پہنچانا، وعدہ خلافی کرنا۔ یہ اور اسی قسم کے دیگر بہت سارے اعمال ہیں جن کے سبب جنات وانسان جہنم رسید ہوتے ہیں (۱)۔ ہم جہنم سے اللہ کی پناہ

(۱) دیکھئے: فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۱۰/۴۲۳، ۴۲۴، والکبائر للذہبی وتنبیہ الغافلین وتحذیر السالکین من افعال الھالکین، لاحمد بن ابراہیم النحاس۔

چاہتے ہیں-جہنم میں داخل کرنے والے تمام اعمال کی تفصیل ناممکن ہے، البتہ جہنمیوں کے سارے اعمال (مجموعی طور پر) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں داخل ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين﴾(۱)۔

اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً﴾(۲)۔

(۱) سورۃ النساء:۱۴۔

(۲) سورۃ الاحزاب:۳۶۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں چلا گیا۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں راہ راست کی رہنمائی فرمائے، ہم اللہ تعالیٰ سے کھلے خسارہ والوں کے گھر جہنم اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول وعمل سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، نیز اللہ سے عظیم کامیابی والوں کی منزل جنت اور اس سے قریب کرنے والے ہر قول وعمل کا سوال کرتے ہیں۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعه بإحسان إلى يوم الدين.

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

۱۲/محرم ۱۴۲۵ھ.

اسلامک یونیورسٹی' مدینہ منورہ، مملکت سعودی عرب۔

موبائل:+91-9773026335۔

فہرست مضامین

موضوعات ومضامین	صفحہ نمبر

٣ ر.س

الفوز العظيم

والخسران المبين

في ضوء الكتاب والسنة

تأليف الفقير إلى الله تعالى

سعيد بن علي بن وهف القحطاني